REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS
FOR INDIA AT No. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. No. P. 67.

ولقد نصرکم اللہ ببدرٍ وّ انتم اذلّۃ

جلد ــــ ۲۱

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

نائب ایڈیٹر:- جاوید اقبال اختر

ہفت روزہ بدر قادیان

شمارہ ــــ ۴۷

شرح چندہ

سالانہ ۱۰ روپے

ششماہی ۵ روپے

ممالکِ غیر ۲۰ روپے

فی پرچہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN

۱۶ شوال ۱۳۹۲ ہجری ۔ ۲۳ نبوت ۱۳۵۱ ہش ۔ ۲۳ نومبر ۱۹۷۲ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۱ نبوت (نومبر)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارے میں کوئی تازہ اطلاع لنڈن سے موصول نہیں ہوئی۔ احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی، درازئ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالےٰ ہر طرح اپنا فضل شاملِ حال رکھے۔ آمین۔

قادیان ۲۱ نبوت (نومبر)۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلّمہ اللہ تعالےٰ مع اہل و عیال بفضلہٖ تعالےٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

★ــــ حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی قادیان مع جملہ درویشانِ کرام بفضلہٖ تعالےٰ خیریت سے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

نصرت جہاں سکیم کے تحت مغربی افریقہ میں

سولہ ۱۶ ہیلتھ سنٹرز اور گیارہ ۱۱ تعلیمی سنٹرز کا قیام

نصرت جہاں "آگے بڑھو" پروگرام کا قیام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ۲۶ رجون ۱۹۷۰ء کو کیا تھا۔ اور ارشاد فرمایا تھا کہ پانچ سال کے عرصہ میں تیس چالیس ہیلتھ سنٹرز اور ستّر اسّی ہائی سکول قائم کئے جائیں۔ حضور کے ارشاد پر ابھی ڈیڑھ سال کا عرصہ ہوا ہے اور اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے ہمارے سولہ ڈاکٹروں نے افریقہ پہنچ کر کام شروع کر دیا ہے۔ اور افریقن بھائی خواہ مسلمان ہوں یا عیسائی یا بدمذہب سبھی جوق در جوق آتے ہیں اور ہمارے ہیلتھ سنٹرز سے مستفید ہو رہے ہیں۔ وہ مقامات جہاں ڈاکٹر صاحبان پہنچ چکے ہیں درج ذیل ہیں:-

مُلک	شہر یا مقام	اسم ڈاکٹر صاحب	جس تاریخ سے کام شروع کیا
غانا	کوکوفو	غلام احمد صاحب	یکم نومبر ۱۹۷۰ء
"	ٹیچی مان	ڈاکٹر بشیر احمد صاحب	یکم مارچ ۱۹۷۱ء
"	سویڈرو	ڈاکٹر آفتاب احمد صاحب	یکم اگست ۱۹۷۱ء
گیمبیا	باتھرسٹ	ڈاکٹر انور احمد صاحب	یکم مئی ۱۹۷۱ء
"	"	ڈاکٹر احتشام الحق صاحب	یکم نومبر ۱۹۷۱ء

اب ان کی جگہ ڈاکٹر محمد اجمل صاحب نے یکم اگست ۱۹۷۲ء سے کام شروع کیا ہے۔

مُلک	شہر یا مقام	اسم ڈاکٹر صاحب	جس تاریخ سے کام شروع کیا
"	جوارا اور سالکین	ڈاکٹر محمد حفیظ خان صاحب	یکم اگست ۱۹۷۲ء
"	سوما	ڈاکٹر طاہر احمد صاحب	" " "
"	گنجور	ڈاکٹر محمد اشرف صاحب	یکم ستمبر ۱۹۷۱ء
سیرالیون	جورو	ڈاکٹر اسلم جہانگیری صاحب	یکم جون ۱۹۷۱ء
"	بوجے بو	ڈاکٹر امتیاز احمد صاحب	یکم جولائی ۱۹۷۱ء
"	روکوپوڑ	ڈاکٹر محمد حسن صاحب	یکم اگست ۱۹۷۲ء
نائیجیریا	بکرو (جوس)	ڈاکٹر منور احمد صاحب	جنوری ۱۹۷۲ء
"	اکارے	ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب بھٹہ	" "
"	کابا	ڈاکٹر عزیز احمد صاحب	۲۰ مئی ۱۹۷۲ء
"	لیگوس	ڈاکٹر عبد الرؤف صاحب	جون ۱۹۷۲ء

گزشتہ چند ماہ کے عرصہ میں ہمارے ڈاکٹروں کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق دی کہ انہوں نے لاکھوں مریضوں کا علاج کیا اور کم و بیش ایک ہزار اپریشن بھی کئے۔

ڈاکٹر محمود صاحب اور ان کی بیگم لیڈی ڈاکٹر تسنیم کوثر صاحبہ ۲۷ راگست ۷۲ء کو سیرالیون کے لئے روانہ ہوئے وہاں سبنگی کے مقام پر گورنمنٹ ڈسپنسری ان کا انتظار کر رہی تھی۔

نصرت جہاں "آگے بڑھو" پروگرام کا دوسرا اہم حصّہ مغربی افریقہ میں سیکنڈری سکولوں کا قیام تھا۔ چنانچہ اس مختصر سے عرصہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے چودہ اساتذہ ان ملکوں میں پہنچ کر خدمتِ خلق کے کاموں میں مصروف ہیں۔ اور تین اساتذہ اس ماہ غانا کے لئے روانہ ہو رہے انکی ملک وار تقسیم یوں ہے:-

نائیجیریا:- گوساؤ کے مقام پر سیکنڈری سکول جاری ہوا۔ آج کل اس سکول کے اساتذہ مکرم اسماعیل صاحب وسیم۔ محمد اشرف صاحب اور ملک سعید احمد صاحب ہیں۔

طالبات کے لئے مکرمہ نجمہ صاحبہ ایم۔ ایس۔ سی۔ کام کر رہی ہیں۔ یہاں عنقریب گرلز سکول الگ ہو گا۔

بسنا کے مقام پر ناصر الدین احمدیہ سیکنڈری سکول کے نام سے جاری ہوا ہے۔ یہاں محمد یعقوب صاحب اور خالد گوراہیہ صاحب کام کر رہے ہیں۔ اور طالبات کے لئے محترمہ پروین صاحبہ اور مکرمہ عائشہ صاحبہ مصروف ہیں۔ (یہاں بھی عنقریب گرلز سکول الگ ہو جائے گا)

گیمبیا:- باتھرسٹ میں نصرت ہائی سکول ستمبر ۱۹۷۱ء میں جاری ہوا تھا۔ جہاں مکرم نسیم صاحب اور ان کی اہلیہ صاحبہ محترمہ نگہت ناصرہ کام کر رہی ہیں۔

سیرالیون:- بمقام روکوپوڑ سیکنڈری سکول کا اجراء ستمبر ۱۹۷۱ء میں ہوا تھا۔ یہاں مکرم انور احمد صاحب گھمن کام کر رہے ہیں۔ (عنقریب ایک گرلز سکول جاری ہو گا انشاء اللہ)

غانا:- نصرت جہاں گرلز اکیڈمی کا قیام ستمبر ۷۰ء میں ہوا۔ مکرم خلیل الرحمٰن صاحب فردوسی اور ان کی بیگم ناز صاحبہ محترمہ تندہی سے مصروف ہیں۔ (باقی دیکھئے صہ ۱۲ پر)

عید الفطر کے موقعہ پر لنڈن مشن کے نام

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ کا روح پرور پیغام

لنڈن۔ عید الفطر کی مبارک تقریب پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ نے مکرم امام مسجد لنڈن کے نام جو رُوح پرور پیغام ارسال فرمایا تھا اُسے احباب کے رُوحانی استفادہ کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ مکرم بشیر احمد صاحب رفیق امام مسجد لنڈن کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

مکرمی! السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

سب بھائیوں اور سب بہنوں کو **عید مبارک** ہو۔

ہماری حقیقی عید یہ ہے کہ ہم اللہ تعالےٰ کے انتہائی خادم بنیں۔ بنی نوعِ انسان کی خدمت کریں۔ ہمارے وجود، ہماری ہستی اور ہمارے اعمال میں دُنیا کو اللہ تعالیٰ کی صفات کے جلوے نظر آئیں۔ تاکہ دوسرے لوگ بھی اس طرف متوجہ ہو کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔ اسلام غالب آئے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت انسان کے دل میں بیٹھ جائے۔

خدا کرے ہم اپنی ذمّہ داریوں کو سمجھ کر انتہائی قربانیاں دینے والے ہوں اور ہمیں حقیقی خوشیاں میسّر آتی رہیں۔

والسّلام

مرزا ناصر احمد
خلیفۃ المسیح الثالث
۲۸-۱۰-۷۲/۵۱

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۳ نبوت ۱۳۵۱ ہش

قادیان میں جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ

وہ پاک ایام جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت کے مخلص ممبران کے روحانی اجتماع کے لئے مقرر فرمایا تھا آن پہنچے۔ نظارت دعوت و تبلیغ کے اعلان اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی منظوری سے قادیان میں جماعت احمدیہ کا اکیاسی واں سالانہ جلسہ امسال بتاریخ ۱۸، ۱۹، ۲۰ دسمبر ۷۲ء جماعت کے دائمی مرکز قادیان میں منعقد ہو رہا ہے۔ اس مبارک جلسہ کے انعقاد میں اب صرف تین ہفتے باقی ہیں۔ ملک کے اکناف سے اور جن دوستوں کو اللہ تعالیٰ غیر معمولی توفیق دے وہ غیر ممالک سے بھی اس مقدس روحانی اجتماع میں شمولیت کے لئے ابھی سے پروگرام بنا رہے ہوں گے۔ خدا تعالیٰ ان کو صحت و عافیت کے ساتھ اس نیک ارادے کو پورا کرنے کی توفیق دے۔

یہ زمانہ اجتماعیت کے مظاہرے کا ہے۔ ہر قوم اپنے مقصد کے پیشِ نظر سیاسی اور تمدنی اجتماعات کرتی ہیں۔ اور اپنی منزلِ مقصود تک پہنچنے کے لئے گذشتہ حالات پر عبرت بھری نظر کرتی اور مستقبل کے بارے میں فکر اور تدبّر کی نگاہ سے کام لیتی ہے۔ چونکہ قادیان میں جماعتِ احمدیہ کا یہ اجتماع سرتاسر روحانی اور تربیتی اغراض و مقاصد سے ہوتا ہے۔ جس میں نہ کوئی سیاسی اور نہ کسی طرح کی کوئی دنیوی غرض کا حصول پیشِ نظر ہوتا ہے۔ اس لئے جو کوئی بھی دور دراز کا سفر کرکے مقدس بستی قادیان میں آتا ہے، اس کی تمام تر خواہش یہی ہوتی ہے کہ تا اس کے ذریعہ اس کی روح میں جِلا پیدا ہو۔ اس کے ایمان کو تازگی حاصل ہو اور چند روز اس مبارک بستی میں گزار کر وہ خصوصی دعاؤں میں حصہ لے سکے جو اجتماعی اور انفرادی دونوں ہی طور سے کی جایا کرتی ہیں۔ اس قسم کے خالص روحانی مقصد کے سوائے دوسرا کوئی اور مقصد نہیں۔ جس کے لئے ایک احمدی اپنے عزیز اوقات کا بھی حرج کرے اور اپنی پاک کمائی سے ایک خطیر رقم اخراجاتِ سفر پر بھی اٹھائے۔ اور سفر کی صعوبتیں بھی برداشت کرے۔ قادیان نہ تو کوئی تجارتی شہر ہے۔ نہ کوئی سیاسی مرکز ہے۔ اس مبارک بستی کو ساری دنیا میں جو امتیاز حاصل ہے وہ اس کی روحانی عظمت ہی کا ہے کہ اس جگہ وہ مقدس وجود پیدا ہوا جسے خدا نے بزرگ و برتر نے اس زمانہ کی روحانی اصلاح کے لئے مبعوث فرمایا۔ اور اسی سرزمین سے اس نے وہ آسمانی آواز اکنافِ عالم میں بلند کی جس کی دنیا کو اس وقت ازحد ضرورت ہے۔ خدا نے اس آواز میں بے انتہا برکت دی۔ اور قادیان کی گمنام بستی سے یہ آواز ایسی گونجی کہ دنیا کے کناروں تک پہنچی۔ اس لئے قادیان کے جلسہ سالانہ میں حاضر ہونے والے اُن مقدس مقامات کی بچشمِ خود زیارت کرنے کا موقع پاتے ہیں جن میں اس مبارک وجود نے اپنی پاک زندگی کے ۷۳ سال گزارے۔ اور اس زمانہ کے لئے روحانی انقلاب کی بنیادیں مضبوط فرمائیں۔ اور پھر اپنا یہ عظیم کام نہایت درجہ کامیابی و کامرانی سے سرانجام دینے کے بعد اسی بستی میں ابدی نیند سو رہے ہیں۔ اور ہر آنے والا اس مزار مبارک پر دعا کی سعادت پاتا ہے۔

دیارِ محبوب میں آنا خود ایک بڑی سعادت ہے۔ اُن گلیوں اور راستوں کو دیکھنا جن میں خدا کا برگزیدہ مسیح موعود علیہ السلام سالہا سال چلتا رہا خود قلب بیدار میں تجلیاتِ الٰہیہ کے پیدا کرنے کا موجب ہے۔ بھلا کونسا ایسا احمدی ہے جسے احمدیت کے بانی اور ان کے مقدس آثار (جن کی زیارت قادیان کی مبارک بستی میں اب بھی ہر آنے والے کو میسر ہے) سے والہانہ تعلق نہ ہو۔ اس لئے جلسہ سالانہ کے دنوں میں قادیان آنے کی توفیق پانا خدا کا فضل ہی ہے۔ لیکن اس پر مزید اضافہ یہ ہے کہ ان دنوں قلوب صیقل ہوتے ہیں۔ اور ارواح میں خاص قسم کا انتعاش پیدا ہوتا ہے۔ جسے محسوس تو کیا جا سکتا ہے مگر الفاظ میں اس کا بیان ممکن نہیں۔ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر آنے والا ہر احمدی ذاتی طور پر اس کی روحانی لذت اور سرور سے بخوبی واقف و آگاہ ہے۔

جیسا کہ ہم نے ابھی عرض کیا قادیان چھوٹی سی گمنام بستی تھی مگر آج دنیا کے کونے کونے میں لوگ اسے جانتے ہیں۔ اس لئے کہ خدائے قدوس نے اپنے ایک فرستادہ کے طفیل اسے اس زمانہ کی ام القریٰ بنا دیا ہے۔ پس اس جگہ آنا خود برکات کا موجب ہے۔ مگر ایامِ جلسہ میں آنا تو اور بھی بابرکت ہے۔ ابھی چند روز ہوئے ہم ماہ رمضان گذار چکے ہیں۔ اس مبارک مہینہ میں مومنوں کو اجتماعی عبادت کی ترغیب دیتے ہوئے قرآن مجید میں اس اہم دقیقہ معرفت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ ایک کام جو انفرادی لحاظ سے کسی قدر بھاری اور پُرمشقت ہی کیوں نہ ہو جب اُس کو اجتماعیت کا رنگ دے دیا جاتا ہے تو اس کا ثقل بھی ہلکا محسوس ہونے لگتا ہے اور اس کی مشقت کا خاص احساس باقی نہیں رہتا۔ یہی حال جماعت کے مرکز میں جلسہ سالانہ کے دنوں میں احبابِ جماعت کا دور دراز کے علاقوں سے سفر کرنے کا ہے۔ انفرادی طور پر ایک آدمی کو اگر ملک کے انتہائی جنوب یا مشرق سے قادیان کی بستی میں آنا ہو تو نہ جانے کتنی پریشانیاں اور راستے کی مشکلات اس کے سامنے آئیں گی۔ لیکن جب یہی سفر اس علاقے کے چند احباب مل کر کرتے ہیں تو یہ سفر بھی بجائے خود پُرلطف اور روح افزا بن جاتا ہے۔ اس لئے احبابِ جماعت کو ایسے زرّین موقعہ سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

اس نوع کی معرفت رکھنے والے احمدی مالی، اور بدنی قربانی کرکے، اپنی ضروریات کو پسِ پشت ڈالتے ہوئے ایامِ جلسہ میں ضرور حاضر ہو جاتے ہیں۔ اور خدا کے فضل سے وہ اپنی پاک نیتوں کے مطابق خدائی برکات سے مالا مال ہو کر لوٹتے ہیں۔ سال میں ایک بار مرکزِ سلسلہ میں آجانے سے ایمان میں جو پختگی اور روح میں جس طرح کی جِلا پیدا ہوتی ہے اس کی یاد ایک لمبے عرصہ تک دِلوں میں لذت اور سرور پیدا کرتی رہتی ہے۔ نہ صرف جلسہ میں حاضر ہونے والے کے لئے ہی بلکہ اس کے اہل و عیال بھی اس سے روحانی حظ اٹھاتے ہیں۔ مثلاً جب بھی ایسا کوئی مخلص دوست گھر میں بیٹھا اس پاک سفر کی سرگذشت سنا رہا ہوتا ہے تو اس کے اہل و عیال جو اپنی مجبوریوں کے سبب ذاتی طور پر تو قادیان کی مقدس بستی میں جا نہ سکے۔ لیکن حسین یادوں کے تذکرہ کے وقت عالمِ تصور میں گویا اپنے تئیں اس مبارک بستی میں پا رہے ہوتے ہیں۔ مرکزِ سلسلہ کے ساتھ گھر کے بڑے آدمی کا خلوص و محبت کا ایسا جذبہ اس کی اولاد کے دلوں میں بھی روحانی بیج کا کام دیتا ہے۔ بلفظِ دیگر یوں کہیئے کہ سارے خاندان سے اگر ایک شخص بھی قادیان کے جلسہ سالانہ میں صحتِ نیت سے حاضر ہوتا ہے اور اس کے بعد وطن واپس آکر ان ایام کا پُرسرور تذکرہ اپنے خاندان میں کرتا ہے تو نہ صرف یہ کہ وقتی طور پر اس نے اپنے نفس کو یا اپنے اعزہ و اقرباء کو روحانی سرور سے مالا مال کیا بلکہ غیر شعوری طور پر اس نے اپنی آئندہ نسل کے دماغ میں بھی مرکزِ سلسلہ کے ساتھ نہ ختم ہونے والی محبت کا بیج بو دیا!!

پس جس اس مبارک سفر کے لئے جس بھائی نے پہلے ہی سے ارادہ بنا لیا ہے، خدا تعالیٰ اس کے ارادہ کو پورا کرنے کے سامان کرے اور اس کی تکمیل کی توفیق دے۔ اور جس نے تاحال ارادہ نہیں کیا ہے مگر تھوڑی سی ہمت کرکے وہ ان ایام میں شریکِ جلسہ ہو سکتا ہے تو اسے بھی جلد اس کے لئے تیار ہو جانے کی سعی کرنی چاہیئے۔ انسانی زندگی کا کوئی اعتبار نہیں۔ کون جانتا ہے کہ اگلے سال تک اس کی زندگی وفا کرے یا نہ۔ اس لئے جو وقت میسّر ہے اس سے فائدہ اُٹھانا ہی خوش نصیبی ہے اور مومن تو بڑا ہی زیرک ہوتا ہے وہ وقت کی قدر و قیمت بخوبی جانتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کی توفیق دے۔

احباب نے محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کا اعلان گزشتہ اشاعت میں ملاحظہ کیا ہو گا کہ امسال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر لجنہ اماء اللہ کی تنظیم کی پچاس سالہ تقریب بھی خواتین کی طرف سے منائی جا رہی ہے اور اس کے پیشِ نظر محترمہ صدر صاحبہ نے جماعت کی خواتین اور بچیوں کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں قادیان آنے کی تحریک فرمائی ہے۔ چونکہ یہ ایک یادگاری تقریب ہو گی۔ اس لئے مناسب ہے کہ بہنیں خاص کوشش کرکے شمولیت کریں اور اپنی بچیوں کو بھی ساتھ لائیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا جماعت کی خواتین پر یہ ایک بڑا احسان ہے کہ ان کی الگ تنظیم فرما کر ان کی تعلیم و تربیت کا انتظام فرمایا۔

(باقی دیکھئے صفحہ !! پر)

جلسہ سالانہ قادیان

بتاریخ ۱۸-۱۹-۲۰ فتح (دسمبر) ۱۳۵۱ ہش / ۱۹۷۲ء منعقد ہو گا!!

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری اور اجازت سے اکیاسیویں سالانہ جلسہ قادیان کے انعقاد کی تاریخیں ۱۸-۱۹-۲۰ فتح ۱۳۵۱ ہش مطابق ۱۸-۱۹-۲۰ دسمبر ۱۹۷۲ء رکھی گئی ہیں۔ جملہ عہدیدارانِ جماعت ہائے احمدیہ اور مبلغین سے درخواست ہے کہ احباب کو جلسہ سالانہ قادیان کی مذکورہ تاریخوں سے مطلع کیا جائے تاکہ احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں شمولیت کرکے اس عظیم الشان روحانی اجتماع کی برکات سے مستفید ہو سکیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

خطبہ جمعہ

ہمارا یہ عزم ہونا چاہیئے کہ خدا کی راہ میں اسکی خوشنودی اور رضا کے حصول کے لئے اپنی کوششوں کو انتہا تک پہنچا دیں

انتہائی محنت اور علم و عمل کے اعتبار سے حسن و احسان کا لطیف امتزاج ہمارا وہ معیار ہے جس سے ہم نے پیچھے نہیں ہٹنا

دُعاؤں کے ذریعہ خدا تعالےٰ کے فضل کو جذب کر کے دُنیا کو یہ دکھا دو کہ مادی طاقتیں الٰہی منصوبوں کو کبھی پاش پاش نہیں کر سکتیں!

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۱ روفا ۱۳۵۱ ہش مطابق ۲۱ رجولائی ۱۹۷۲ء بمقام مسجد اقصےٰ ربوہ۔

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :۔

"اسلام میں محنت کرنے پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ چنانچہ جب ہم قرآنِ عظیم پر غور کرتے، تو دو باتیں اس مضمون کو واضح کرتی نظر آتی ہیں۔ ایک یہ بات کہی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اللہ تعالیٰ کے لئے جہاد کا حق ادا کرو۔ اور دوسرے یہ حکم دیا گیا ہے کہ احسان کرو۔ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبّت اور پیار کرتا ہے۔

لفظ "جہاد" اور "احسان" پر جب ہم مجموعی طور پر غور کرتے ہیں تو محنت کرو! محنت کرو!! محنت کرو!!! کا مضمون واضح ہو کر ہمارے سامنے آجاتا ہے۔ جہاں تک جہاد کا تعلق ہے، اسے تین اقسام میں منقسم کیا گیا ہے۔

پہلا جہاد

تو بنیادی طور پر نفس کے خلاف جہاد ہے۔ یعنی ایسی خواہشاتِ نفسانیہ جو فطرتِ انسانی اور رضائے الٰہی کے خلاف ہوں، ان کا مقابلہ کرنا، ان کو دبا دینا، اور ان کا اثر قبول نہ کرنا۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ اُسے اپنے دائرہ استعداد کے اندر رفعت کے انتہائی مقام پر پہنچا کر اللہ تعالیٰ کے انتہائی پیار کو حاصل کرنا یہ ایک بنیادی جہاد ہے، جسے

جہادِ اکبر

کہتے ہیں۔ یہیں سے جہاد کی بنیاد شروع ہوتی ہے اور اس کے اُوپر پھر دوسرے جہاد کی عمارت کھڑی ہوتی ہے۔ جب تک نفس سے کامیاب جہاد نہ ہو دوسرے دو جہاد عقلاً ممکن ہی نہیں۔ پس نفس کے خلاف انسان کا جہاد یعنی شیطانی وساوس اور شیطان کی پیدا کردہ اہواء اور خواہشات کے خلاف جہاد کی کامیابی اور اصلاحِ نفس پر دوسرے ہر دو جہاد کی کامیابی کا دار و مدار ہے۔ کیونکہ سب سے بڑا جہاد یہی ہے۔ دوسرے دو جہاد اسی کی بنیاد پر اُٹھتے ہیں۔ اس لئے اگر یہ بنیادی جہاد کامیاب نہ ہو تو دوسرے دو جہاد کی کامیابی کا امکان ہی نہیں۔ اس لئے سب سے پہلے اپنے نفس کی اصلاح ضروری ہے۔

دوسرا جہاد قرآنِ کریم اور اس کی اشاعت کا جہاد ہے۔ اور اس کو

جہادِ کبیر

کہتے ہیں۔ یہ جہادِ اکبر یعنی نفس کے جہاد سے اُبھرتا ہے۔ ان کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ کیونکہ نفس کے خلاف جہاد قرآنی تعلیم اور قرآنی انوار کے بغیر ممکن ہی نہیں۔ تاہم جہاں تک نفس کے خلاف جہاد کا تعلق ہے، یہ بہرحال مقدم ہے۔ ورنہ تو یہ ماننا پڑے گا کہ خود عمل نہیں کرتے اور دوسروں کو نصیحت کرتے ہیں۔ اِس لئے قرآن کریم کی ہدایت کے مطابق ہوائے نفس کے خلاف جہاد (یعنی اصلاحِ نفس اور قرآنی انوار کے ذریعہ شیطانی ظلمات کے خلاف جہاد، آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔ جب انسانی خواہشات اور شیطانی وساوس انسانی نفس کو گھیرے میں لینے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کے اور اس کے پیدا کرنے والے رب کے درمیان بُعد پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو اُن سے بچنے کے لئے یعنی نفس کی اصلاح کے لئے انسان قرآنِ کریم کو ذریعہ بناتا ہے۔ پھر قرآنی انوار کو پھیلانا قرآنی انوار ہی کے ذریعہ ممکن ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے۔ ع محمد ہست بُرہانِ محمد

اسی طرح یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ (جیسا کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے) قرآنی انوار کی اشاعت اور قرآنِ کریم کی حکومت کو قائم کرنا قرآنی انوار کے بغیر ممکن نہیں۔ چنانچہ جب اپنے نفس میں ان انوار کو جذب کر لیا تو پھر انہی انوار کو لے کر دنیا کی اصلاح کے لئے باہر جانا ہے۔ اور اشاعتِ قرآن کرنی ہے۔ اور یہ دوسری قسم کا جہاد ہے۔ یعنی اصلاحِ نفسِ انسانی بانوارِ قرآنی۔

تیسری قسم کا جہاد وہ ہے کہ جب شیطان اپنی تلوار میان سے نکالے اور مادی اور دنیوی طاقت کے ساتھ روحانی اقتدار کو کچلنے کی کوشش کرے تو اس تلوار کو خدا تعالیٰ کی استمداد سے اور دُعاؤں سے اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کر کے توڑ دینا اور ناکام بنا دینا، یہ سب سے چھوٹا جہاد ہے، اِسی لئے اسے

جہادِ اصغر

کہتے ہیں۔

مَیں یہ مختصراً بیان کر رہا ہوں۔ اِس لئے کہ ان تین قسم کے جہاد کے متعلق مَیں ایک بُنیادی بات بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ خواہ نفس کے خلاف جہادِ اکبر ہو، یا قرآنِ عظیم کو ہاتھ میں پکڑ کر دنیا میں نکل جانا یعنی جہادِ کبیر ہو، یا شیطانی طاقتوں کے مقابلے میں جب اللہ تعالیٰ طاقت کے مقابلے میں طاقت استعمال کرنے کی اجازت دے۔ یعنی جہادِ اصغر ہو۔ ایک چیز ان تینوں قسم کے جہاد میں مشترک ہے اور اسی کی طرف مَیں اس وقت اپنے مضمون کے سلسلہ میں یعنی محنت کے متعلق آپ کو توجّہ دلانا چاہتا ہوں۔ اور وہ ہے انتہائی کوشش کرنا۔

پس اگر ہم اصلاحِ نفس کے جہاد میں جو جہادِ اکبر ہے، کوشش تو کریں مگر انتہائی کوشش نہ کریں۔ اگر ہم اشاعتِ قرآن جو جہادِ کبیر ہے اس میں کوشش تو کریں لیکن انتہائی کوشش نہ کریں۔ اگر ہم دشمنِ اسلام کے مقابلے میں جو طاقت کے بل بوتے پر اسلام کو مٹانا اور مغلوب کرنا چاہتا ہے کوشش تو کریں مگر اپنی کوشش کو انتہا تک نہ پہنچائیں تو اس صورت میں کوئی سا بھی جہاد جہاد نہیں ہوگا۔ عربی لغت کی رُو سے وہ ایک عام کوشش تو ہوگی، جہاد نہیں ہوگا۔ کیونکہ جہاد کے معنے انتہائی کوشش کے ہوتے ہیں۔

پس خدا تعالیٰ نے ہمیں جہاد کا حکم دیا ہے۔ یہ ہماری اور ہمارے معاشرے کی زندگی پر حاوی ہے۔ جہاد کے اس حکم کی رُو سے خدا تعالیٰ نے ہمیں صرف یہی نہیں فرمایا کہ کوشش کرو اور محنت کرو۔ بلکہ اس نے ہمیں یہ فرمایا ہے کہ انتہائی کوشش کرو اور انتہائی محنت کرو۔ اگر کسی آدمی کی کوشش اور محنت اپنی انتہاء کو نہیں پہنچتی تو اس کا جہاد کوئی جہاد نہیں ہے۔ ہمارا ہر نیک فعل جو اپنی کوشش اور محنت کے لحاظ سے اپنی انتہا کو پہنچ رہا ہو وہ اسلام میں آکر جہاد بن سکتا ہے۔ یعنی رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ لیکن اگر ہمارا کوئی فعل اپنے اندر سستی اور غفلت رکھتا ہو، یا اس میں لاپرواہی کا عنصر پایا جاتا ہو اور یہ بات ذہن میں حاضر نہ ہو کہ ہمیں محض محنت کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ محنت کو انتہاء تک پہنچانے کا حکم دیا گیا ہے، تو یہ اسلامی جہاد نہ ہوگا۔

قرآن کریم ایک عمدہ شریعت اور

بڑی عظیم ہدایت

ہے۔ اسلام اسی پر نہیں ٹھہرا کہ کوشش اور محنت کرو، بلکہ وہ انتہائی کوشش اور محنت پر زور دیتا ہے۔ محض یہ نہیں فرمایا کہ اپنی زندگی ایک مجاہد کی زندگی کی طرح گزارو بلکہ ہمارے سامنے

تین قسم کے محاذ

کھول دیئے۔ ایک نفس کی اِصلاح کا محاذ ہے۔ دُوسرا قرآنی انوار کے ذریعہ شیطانی ظلمات کو دُور کرنے کا محاذ ہے۔ اور تیسرا محاذ ہے اسلام کے خلاف مادی طاقت کے مقابلے میں طاقت کے استعمال کا۔

جہاں تک طاقت کے مقابلہ میں طاقت کے استعمال کا تعلق ہے مَیں نے تلوار کی مثال دی ہے لیکن بعض دفعہ شیطان اس قسم کی طاقت کا استعمال نہیں کرتا بلکہ بعض اور طاقتیں ہیں جو اسلام کے خلاف مختلف شکلوں میں صف آراء ہوتی ہیں۔ اس لئے ہم یہ کہیں گے کہ جہادِ اصغر جو ہے وہ دفاعِ اسلام ہے اور جہادِ کبیر جو ہے [illegible] انوار کے ساتھ جارحانہ طور پر ادیانِ [illegible] باطلہ کو مغلوب کرنے کی بھرپور کوشش

ہے، اور جہادِ کبیر کے لئے ایک فوج تیار کرنا یہ جہادِ اکبر کا کام ہے۔ کیونکہ اگر اصلاحِ نفس نہ ہو تو اسلام کی یہ فوج تیار نہ ہوسکے گی۔ اسلام کی فوج کی لیاقت اور اس کی صفت یہی نہیں کہ اسے تلوار چلانا آتا ہے۔ بلکہ اس کی یہ صفت بھی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت اپنے سارے اعمال بجالاتی ہے۔ جہاں تلوار نہیں چلانی تھی وہاں انہوں نے تلوار نہیں چلائی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ تلوار نہیں چلانی تو انہوں نے نہیں چلائی۔ مگر جب خدا تعالیٰ کے اذن کے مطابق تلوار چلانے کا وقت آیا تو پھر انہوں نے اس بات کی پرواہ نہیں کی کہ وہ تعداد میں کتنے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی نہیں سوچا کہ میدانِ جنگ میں کود جانے کے بعد اُن کے بیوی بچوں کا کیا حال ہوگا۔ انہوں نے اس بات کا بھی خیال نہیں کیا کہ اُن کے پاس جو تھوڑے بہت اموال ہیں وہ سارے ضائع ہو جائیں گے۔ انہوں نے صرف ایک چیز دیکھی اور وہ تھی اللہ تعالیٰ کی آواز۔ اس پر انہوں نے صدقِ دل سے لبیک کہا۔

غرض یہ فوج تیار کرنا جہادِ اکبر کا کام ہے جہادِ اکبر کے نتیجہ میں اسلامی فوج تیار ہوتی ہے۔ جہادِ کبیر کے نتیجہ میں وہ ادیانِ باطلہ پر حملہ آور ہوتی ہے۔ اس فوج کو حملہ آور ہوتے وقت کسی مادی ذریعہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اسے نہ لوہے کی تلوار کی ضرورت ہے۔ اور نہ ایٹم کی توانائی اور طاقت کی ضرورت ہے۔ اس کو صرف

قرآنِ کریم کی رُوحانی طاقت

کی ضرورت ہے۔ مَیں نے پہلے بھی کئی دفعہ کہا ہے کہ جہادِ کبیر کے لئے ہمارے دائیں ہاتھ میں بھی قرآن اور ہمارے بائیں ہاتھ میں بھی قرآن ہونا چاہیئے۔

پس جہادِ اکبر نے اسلامی فوج تیار کی۔ جہادِ کبیر میں اس فوج نے قرآنی انوار کے ہتھیاروں سے ادیانِ باطلہ پر حملہ کیا۔ اور جب ظلمات نے یہ دیکھا کہ وہ اس کا مقابلہ نہیں کرسکتے تو اس نے اس نور کو بجھانے کی کوشش کی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم اپنے مونہوں سے اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھانا چاہتے ہو۔ مگر اللہ تعالیٰ کا نور مونہہ کی پھونکوں سے نہیں بجھایا جاسکتا۔ اور نہ ہی لوہے کی تلوار یا ایٹم (ذروں) کی طاقت سے مٹایا جاسکتا ہے۔

غرض قرونِ اولیٰ میں مسلمانوں نے ایک فوج کی حیثیت سے مادی ذرائع کا مادی ذرائع سے مقابلہ کیا اور

اسلام کی برتری

کو ثابت کر دکھایا۔ انہوں نے اسلام کی خدمت میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ باایں ہمہ کبر اور غرور اُن کے پاس بھی نہیں پھٹکتا تھا۔ وہ انتہائی عاجزی اور تضرّع کرتے اور اپنے آپ کو کچھ نہیں سمجھتے تھے۔ اور چونکہ خدا تعالیٰ کو وہ سب کچھ سمجھتے تھے۔ اس لئے دنیا کی کسی طاقت کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ دنیوی طاقتوں سے بے خوفی کا جو جذبہ پیدا ہوتا ہے یعنی کسی کی کچھ پرواہ ہی نہیں ہوتی۔ یہ جذبہ محض خشیت اللہ کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مجھ سے ڈرو اور میرے سوا کسی سے نہ ڈرو۔

پس اس قسم کی فوج جو اس قسم کے رُوحانی ہتھیاروں سے لیس ہوتی ہے، یہ جہادِ اکبر کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔ وہ پھر یہ نہیں دیکھتی کہ قیصر کے پاس فوجیں تعداد میں زیادہ ساز و سامان میں بہتر ہیں یا کسریٰ کے خزانے ہیرے جواہرات سے بھرے ہوئے ہیں۔ اتنے ہیرے اور جواہرات اور اتنی دولت اور مال کہ بادشاہ سلامت کو اس کا اور کوئی خرچ نظر نہ آیا تو کہا کہ میرے بڑے بڑے جرنیلوں کی ٹوپیوں پر ایک ایک لاکھ کے جواہرات جُڑے ہوئے ہوں گے۔ چنانچہ کم و بیش ایک ایک لاکھ کے جواہرات جڑ کر جرنیل کو ٹوپی پہنانے سے مَیں تو یہ نتیجہ اخذ کرتا ہوں کہ ان کو یہ سمجھ ہی نہیں آرہی تھی کہ اُن ہیرے اور جواہرات سے وہ کام کیا لیں۔ پھر اسی طرح جب مسلمانوں کو بھی بڑی کثرت سے ہیرے اور جواہرات ملے، تو اس قیمتی پتھر سے انہوں نے اپنی اور اپنے جرنیلوں کی ٹوپیاں نہیں سجائیں بلکہ انہوں نے مسجدوں کے ماتھے سجا دیئے۔ ان کے محراب سجا دیئے ان کا یہ کام کس حد تک اچھا تھا۔ اس سلسلہ میں مَیں کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ لیکن اتنی بات تو ضرور ہے کہ جرنیل کی ٹوپی سجانے کی نسبت یہ بہتر ہے کہ مسجد کی محراب اور اس کی دیواروں پر ہیرے جواہرات جڑ دیئے جائیں۔

بہرحال جہادِ اکبر کے نتیجہ میں جو فوج تیار ہوتی ہے، وہ مادی ہتھیاروں کے ساتھ حملہ نہیں کرتی۔ اُس کے ہاتھ میں مادی ہتھیار نہیں ہوتے بلکہ اس کے ہاتھ میں

قرآنی انوار

ہوتے ہیں۔ جب وہ اسلام کا دفاع کرتی ہے تو وہ کسی مادی ہتھیار سے دفاع نہیں کرتی۔ خواہ اس کے مقابلے میں کسریٰ کی عظیم طاقت ہی کیوں نہ ہو۔ خواہ اس کے مقابلے میں قیصر کی عظیم طاقت ہی کیوں نہ ہو۔ اس زمانہ میں یہی دو عظیم طاقتیں تھیں۔ ان کے مقابلے میں اور کوئی طاقت نہیں تھی۔ ان کی آپس میں بھی لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں۔ کبھی ایک طاقت جیت جاتی اور کبھی دوسری جیت جاتی تھی۔ مگر جہادِ اکبر کے نتیجہ میں اسلام کی جو فوج اب پیدا ہو رہی ہے اگر ضرورت پڑی تو وہ ایٹم کی طاقت سے بھی لڑے گی۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ جو سب طاقتوں کا سرچشمہ اور منبع ہے، اس فوج کو اُس کی طاقتوں کا عرفان حاصل ہوتا ہے۔ یہی جہادِ اکبر کا نتیجہ ہے یعنی خدا تعالیٰ سے ذاتی تعلق اور اس کی صفات اور قدرتوں کا کامل عرفان حاصل ہوتا ہے۔

مَیں نے بتایا ہے اسلام نے ہمیں انتہائی محنت کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہ ایک بڑا لطیف مضمون ہے، جہاں تک انتہائی محنت کرنے کا تعلق ہے اس پر مَیں نے ابھی مختصراً روشنی ڈالی ہے۔ دوسرے یہ فرمایا کہ تم احسان کرو۔

احسان کے دو معنے

ہیں۔ ایک یہ کہ کسی کو کچھ دینا یا انعام کرنا وغیرہ۔ یہ بھی احسان ہے۔ دوسرے یہ کہ عربی لغت میں احسان کا لفظ احسان فی العمل کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ مفردات امام راغبؒ نے احسان فی العمل کے معنے یہ کئے ہیں کہ جب "اَحْسَنَ فِیْ فِعْلِہٖ" کہا جائے تو اس سے مراد ایسا شخص ہوتا ہے

"اِذَا عَلِمَ عِلْمًا حَسَنًا وَّ عَمِلَ عَمَلًا حَسَنًا"

یعنی وہ حسین علم رکھتا ہو۔ اور حسین عمل کرنے والا ہو۔ اور حسنِ عمل خداداد استعدادوں کی تدریجی نشوونما کو چاہتا ہے۔

حُسن کا سرچشمہ اور منبع اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اس سے تعلق پیدا کیا جاسکتا ہے۔ مگر اس کے لئے سخت مجاہدہ، انتہائی محنت درکار ہے اس محنت کے ذریعہ طاقتوں کو جلا دینے اور ان کو زیادہ مضبوط بنانے کا گُر ہمیں سکھایا گیا ہے۔ اور طاقت و قوۃ میں مسلسل اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے۔ جہاد کی رو سے یہ حکم دیا گیا کہ تم میں جتنی طاقت ہے تم اس کا انتہائی طور پر استعمال کرو۔ تب تم مجاہد ہو گے۔ احسان کی رو سے فرمایا تم میں جتنی طاقت ہے تم اس سے کہیں زیادہ طاقتور بن سکتے ہو۔ اور تم کو بننا چاہیئے۔ ورنہ تم صحیح معنوں میں ایک مسلمان مجاہد نہیں بن سکو گے۔ اور جو محنت کا حکم ہے تم اس کی پوری طرح پابندی نہیں کرسکو گے۔ اور اگر ایسا نہ ہوسکا تو تمہاری طاقتوں کی نشو و نما نہیں ہوسکے گی۔ انسان کی طاقتوں کی نشو و نما کے لئے

دو چیزوں کی ضرورت

تھی۔ ایک عرفانِ ذات و صفاتِ باری تعالیٰ اور یہ علم کے ساتھ تعلق رکھنے والی چیز ہے اور حسین علم پر اس کا دار و مدار ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا علم ہی حسین ہوسکتا ہے۔ باقی جتنے علوم ہیں وہ طفیلی اور ظلّی ہیں۔ اصل علم اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی معرفت ہے۔ اس لحاظ سے قرآن کریم نے فرمایا کہ احسان کرو۔ کیونکہ خدا تعالیٰ محسن ہے اور وہ اپنے محسن بندوں سے پیار کرتا ہے۔

اس کے یہ معنے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ اس کی ذات کی معرفت اور اس کی صفات کا عرفان حاصل کیا جائے۔ کیونکہ انسان جب اس کی ذات و صفات کا عرفان حاصل کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے پیار کرنے لگ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے۔ تاہم یہ حُسن وہ نہیں جو عام دنیا کی نگاہ میں ہوتا ہے بلکہ یہ وہ حُسن ہے جس کی انسانی فطرت اور بصیرت گواہی دیتی ہے اور یہ صرف خدا تعالیٰ کی ذات میں نظر آتا ہے۔

پس اگر انسان اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر بننے کی کوشش کرے اور اس کے مطابق عمل کرے تو جس طرح

خدا تعالیٰ کی صفات کے جلوے

دنیا میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اسی طرح الٰہی صفات سے ملتے جلتے جلوے اس کی زندگی میں بھی ظاہر ہونے لگتے ہیں چنانچہ یہی وہ حقیقت ہے جو احسان والے مضمون میں بیان ہوئی ہے اور جس کا میرے آج کے اس مضمون یعنی محنت کرو کے ساتھ تعلق ہے۔

محنت کرو کا یہ مضمون یا دوسرے لفظوں میں جہاد کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے اندر آج جتنی طاقت ہے اس کے مطابق وہ انتہائی کوشش کر دکھائے۔ پھر خدا تعالیٰ بڑے پیار سے فرماتا ہے کہ دیکھنا وہیں کھڑے نہیں ہو جانا۔ انتہائی کوشش کے بعد احسان کرنا ہے ذات و صفاتِ باری تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنی ہے۔ چونکہ صفاتِ الٰہیہ غیر محدود ہیں اس لئے اس کے جلوے بھی غیر محدود ہیں۔ اگر انسان الٰہی صفات کا مظہر بن جائے تو علمی فضاؤں میں اور عملی میدانوں میں اس کی ترقی اور رفعتیں بھی غیر محدود ہوں گی۔

پس صفاتِ باری تعالیٰ کی معرفت کے نتیجہ میں انسان کی قوت اور صلاحیت بڑھ جاتی ہے۔ وہ زیادہ محنت کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ حسنِ علم و عمل کے نتیجہ میں انسانی طاقتوں میں اور زیادہ شدت اور اس کی قوتوں اور زیادہ اضافہ ہوتا ہے۔

غرض جیسا کہ مَیں پہلے بتا چکا ہوں اللہ تعالیٰ نے جہاد کا حکم دیا ہے جس کی رُو سے انتہائی محنت اور انتہائی کوشش کرنے کا حکم ہے یعنی آج کے دن انتہائی کوشش کی کل کے دن کے لئے اپنی طاقت کو احسان کے ذریعہ بڑھایا پھر انتہائی کوشش کی پھر اگلے دن کے لئے طاقتوں کو احسان کے ذریعہ بڑھایا۔ اور پھر انتہائی کوشش کی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ جب کہتے ہیں

کہ محنت کرو تو

قرآن کریم کی روشنی

میں دوسرے لفظوں میں یہ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو جو مختلف قوتیں اور صلاحیتیں اور استعدادیں بخشی ہیں ان صلاحیتوں اور استعدادوں کے مطابق انتہائی کوشش کرو اللہ تعالےٰ نے ہر شخص کے دائرہ استعداد میں

نشوونما کا اُصول

قائم فرمایا ہے۔ انسان پہلے ہی دن اپنی کوششوں کی انتہاء کو نہیں پہنچ سکتا۔ جہاد ابتداء یا ابتداء کے قریب آگے بڑھنے کا زمانہ ہے۔ احسان طاقت اور قوت میں اضافہ کرتا اور استعدادوں اور صلاحیتوں میں ایک نئی قوت اور طاقت بخشتا ہے۔ زیادہ محنت کے ساتھ کام کرنے کی توفیق عطا کرتا ہے۔

پس سے احباب جماعت سے میں یہ کہتا ہوں کہ محنت کرو! محنت کرو!! آج جماعت احمدیہ میں جتنی طاقت ہے اس کے مطابق کام کریں کیونکہ اسلام کا یہی منشاء ہے کہ تم میں آج جتنی طاقت ہے اس کے مطابق محنت کرو۔ اور کل کی محنت اس سے بڑی ہونی چاہیئے۔ اس کے لئے تیاری کرو۔ کیونکہ جہاد اور احسان نے مل کر ہمارے سامنے محنت کرنے کی تعلیم رکھی ہے۔ جہاد کہتا ہے، طاقت کے مطابق انتہائی کوشش کرو۔ اور احسان کہتا ہے کہ اپنی طاقت میں وسعت اور شدت پیدا کرنے کی سعی کرو۔ حسن وعمل کا یہی تقاضا ہے اس سے اللہ تعالیٰ کی نئی سے نئی صفات کا عرفان حاصل ہوتا ہے۔

صفاتِ باری کا عرفان

ایک جگہ ٹھہرا ہوا نہیں ہے۔ اگر ہم فکر و تدبر کرنے کے عادی ہوں اور ہمارا تعلق اپنے رب سے قائم ہو تو اس تعلق میں ہر روز ہم زیادہ شدت اور زیادہ مضبوطی پائیں گے۔ ہمارا علم زیادہ خوبصورت بن جائے گا۔ اس حسین علم کے نتیجہ میں ہمارے عمل کے زیادہ سے زیادہ حسین ہونے کا امکان پیدا ہو جائے گا۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ زیادہ اچھا ہو جائے گا۔ کیونکہ عمل کی اچھائی تو کام کرنے والے کی ہمت پر منحصر ہے اگر کسی آدمی نے جہاد کا اصول اپنایا اور انتہائی کوشش کے نتیجہ میں اس کی طاقت، صلاحیت اور استعداد بڑھ گئی ہے تو اس کا عمل پہلے دن سے زیادہ حسین اور زیادہ حسین نتائج نکالنے والا بن جائے گا۔

پس سے اسلام ہمیں یہ کہتا ہے کہ محنت کرو اور محنت کو اپنی طاقت کے مطابق انتہاء تک پہنچاؤ۔ پھر اسلام ہمیں یہ بھی کہتا ہے کہ تمہاری طاقت ایک جگہ کھڑی نہیں ہونی چاہیئے۔ بلکہ اس طاقت اور قوت میں روز بروز اضافہ ہونا چاہیئے تاکہ تمہاری قوت اور طاقت، تمہاری استعدادوں اور صلاحیتوں کی کامل نشوونما ہو سکے۔ اور اس کے نتیجہ میں تمہارے علم و عمل میں استحکام، شدت اور مضبوطی پیدا ہو جائے۔ اسلام ہمیں یہ کہتا ہے کہ تمہیں اپنی صلاحیتوں اور استعدادوں کو کمال نشوونما تک پہنچانے کے لئے ہر روز پہلے سے زیادہ عرفان الٰہی اور پہلے سے زیادہ حسن عمل کا مظاہرہ کرنا پڑے گا۔

پس سے یہ وہ حکم ہے جو ہمیں دیا گیا ہے اسے

محنت کا فلسفہ

کہہ لیں یا محنت کی تعلیم کہہ لیں یا محنت کرنے کا حکم کہہ لیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ہر شخص کی استعداد کو محدود کر دیا ہے۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ بنی نوع انسان کی مجموعی طور پر جو استعداد اور صلاحیت تھی اس کو بھی محدود کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہر خلق یعنی اشیاء عالم کی پیدائش کا جو عمل ہے اس میں ہمیں ہر جگہ حد بندی کا اصول نظر آتا ہے۔ جس سے ہمیں پتہ لگتا ہے کہ کوئی ہستی محدِّد یعنی حد باندھنے والی بھی ہے۔ یہ نہیں کہ اتفاقاً بعض جگہ تو حد بندی کی گئی اور بعض جگہوں میں حد بندی کا خیال ہی نہیں رکھا گیا ہو۔ ویسے اگر یہ دنیا اتفاق کے نتیجہ میں معرض وجود میں آتی تو کسی جگہ تو ہمیں الٹ بھی نظر آتا۔ یہ بات اپنی جگہ صحیح ہے۔ لیکن ہر استعداد کی نشوونما اور ہر استعداد کو کمال نشوونما تک پہنچانے کا ایک فعل یا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ جس طرح ہر عمل کی ایک انتہا ہے اسی طرح ایک ابتداء بھی ہے۔ اور ان کے درمیان بڑا فاصلہ ہے۔

اِنسانی عمل کی ابتداء

پیدائش کے دن سے شروع ہوتی ہے۔ اور جب انسان آخری سانس لیتا ہے اس وقت نشوونما کا یہ عمل ختم ہوتا ہے۔ مثلاً حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہیں۔ آپؐ کی مثال ذہن میں لائیں تو یہ بات اچھی طرح سمجھ آجاتی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو مقام محبت اللہ تعالےٰ کے نزدیک آپؐ کے یوم وصال سے ایک روز پہلے تھا، اس سے بڑھ کر ایک مقام محبت تھا یوم وصال پر۔ بغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اور برکتیں اپنی شدت اور وسعت کے اعتبار سے کسی گھڑی کم ہوئیں نہ ایک جگہ ٹھہریں۔ اگر ہمیں اپنے بارے میں کوئی حد بندی نظر آتی ہے تو یہ ہماری صلاحیتوں کا نقص ہے۔ مثلاً جب ہم افق پر نگاہ ڈالتے ہیں تو جہاں ہماری نظر کام کرنا چھوڑ دیتی ہے وہاں ہم کہہ دیتے ہیں

کہ اس کے آگے بس کچھ نہیں۔ حالانکہ اس کے آگے بھی بہت کچھ ہے۔ چنانچہ ہماری آنکھ ایک دوسرے وجود کی طاقت کی انتہا اس جگہ کو سمجھ لیتی ہے جو ہماری طاقت کی انتہا ہے۔ کیونکہ اسے اس کے باہر کا علم تو حاصل ہی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنا اس وجہ سے مشکل ہے کہ جتنی نعمتوں کے آپؐ وارث ہوئے تھے اتنی نعمتوں کا بنی نوع انسان میں سے کوئی وارث نہ ہوا نہ ہو سکتا ہے۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بہت بلند ہے۔ اس کے متعلق کچھ ہم سمجھ سکتے ہیں۔ اور کچھ ہمارے لئے سمجھنا مشکل ہے کیونکہ ہماری اتنی استعداد ہی نہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا کماحقہٗ علم حاصل کر سکیں۔ اس لئے کہ پیدائش کے وقت سے لیکر یوم وصال تک حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صلاحیتوں اور استعدادوں میں روز بروز ترقی ہوتی چلی گئی۔ ورنہ اگر ترقی نہ ہوتی تو حصولِ نعمت پہلے سے زیادہ ممکن نہ ہوتا۔ خدا تعالیٰ کی نعمتوں میں ترقی کا ہونا ہمیں بتاتا ہے کہ قبول کرنے والی، متاثر ہونے والی طبیعت اور

نفس کی صلاحیّت

میں بھی ترقی ہوتی ہے۔ ہر آدمی کے اپنے دائرہ استعداد میں اس کی صلاحیتوں کی کمال نشوونما تب ہی ممکن ہے کہ یوم پیدائش سے لیکر اس کے یوم وصال تک اس کی صلاحیتوں اور استعدادوں میں نشوونما ہوتی رہے اور وہ ایک جگہ کبھی نہ ٹھہرے۔ اس کا خدا تعالیٰ نے سامان پیدا کر دیا ہے۔ اسی واسطے فرمایا:- دُعا کرتے رہو کہ تمہارا انجام بخیر ہو۔ یعنی یوم وفات کے وقت نفسِ انسانی روحانی طور پر پہلے سے زیادہ آگے پہنچ چکا ہو۔ اگر وہ کسی جگہ ٹھہرا تو گیا۔

آج دنیا کا ایک بڑا حصہ (ساری دنیا تو نہیں) ترقی پذیر ممالک پر مشتمل ہے۔ اور اس میں ہمارا ملک بھی شامل ہے۔ اس وقت دنیا کو دراصل دو حصوں میں منقسم کیا جا سکتا ہے۔ ایک تو ترقی پذیر ملک ہیں اور دوسرے ترقی یافتہ۔ مگر تنزل پذیر ملک جو ترقی پذیر ملک ہیں ان میں ترقی کی رفتار مختلف ہے۔ مثلاً اگر یہ ترقی آسمانوں کی طرف ہو تو آپ کو ایک ملک سطحِ زمین سے دس فٹ اونچا نظر آئے گا دوسرا دس ہزار فٹ اونچا نظر آئے گا۔ اور تیسرا دس کروڑ فٹ اونچا نظر آئے گا۔ پھر جو ترقی یافتہ تنزل پذیر ملک ہیں وہ اگرچہ اپنے آپ کو ترقی یافتہ کہتے ہیں مگر اب دنیوی لحاظ سے ان میں سخت اختلاف پیدا ہو چکا ہے۔ ویسے تو روحانی لحاظ سے بھی انسانی تاریخ ہمیں یہی بتاتی ہے لیکن اس کے ساتھ میرے اس مضمون کا اس وقت تعلق نہیں۔ تاہم ایسے ممالک ہم تنزل پذیر اس لئے کہتے ہیں کہ ایک تو اُن میں باہمی

اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ دوسرے ان کی صلاحیتوں کی جو ایک حد تک نشوونما ہوئی تھی وہ اب ٹھہر گئی ہے۔ یعنی جو شخص نعمتوں کو حاصل کرتا ہے اگر وہ ٹھہر جائے تو اس کی حرکت نیچے کی طرف گرنی شروع ہو جاتی ہے۔ اس کی صلاحیتوں میں کمزوری پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ یہی حال تنزل پذیر ملکوں کا ہے۔ وہ ملک دنیوی ترقیات کے اس نقطۂ عروج پر آج نظر نہیں آتے جہاں پہلے نظر آیا کرتے تھے۔ مثلاً آج کے انگلستان اور ڈیڑھ سو سال پہلے کے انگلستان میں بڑا فرق ہے۔

میں جب ۱۹۶۷ء میں یورپ گیا تو

لنڈن ایئرپورٹ پر

اخبار کے ایک نمائندہ نے مجھ سے یہ سوال کر دیا کہ آپ یہاں پہلے طالب علمی کے زمانہ میں بھی رہے ہیں۔ آپ یہاں پھر آئے ہیں۔ فوری طور پر کیا آپ کو کوئی تبدیلی نظر آئی ہے؟ میں نے کہا مجھے انگریز قوم میں تنزّل نظر آیا ہے میرے ساتھ مکرم محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کھڑے تھے، کہنے لگے۔ آپ تو بڑی دیر کے بعد یہاں آئے ہیں اور آپ کو تنزل نظر آیا ہے۔ ہم تو یہیں رہتے ہیں ہمیں تو روزانہ تنزل نظر آتا ہے۔ غرض وہ ملک جو کبھی بہت ترقی پر تھے اب رو بہ تنزّل ہیں۔

دوسری طرف جو ترقی کرنے والی اقوام ہیں ان کے اندر ایک حرکت تو ہے لیکن وہ جہاد نہیں کہلا سکتی۔ یعنی ان کی انتہائی حرکت نہیں، یا انتہائی کوشش نہیں ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی وہ نعمتیں جو بہت جلد حاصل کی جا سکتی ہیں ممکن ہے دس ہزار سال کے بعد حاصل کریں۔ پھر تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس کا تو یہ مطلب ہے کہ اس عرصہ میں سینکڑوں نسلیں گذر جائیں گی۔ اور پھر جا کر یہ مقام حاصل ہو گا۔

ہمارا ملک مسلمان ملک بھی کہلاتا ہے۔ اور اسلام نے محنت کرنے کے اصُول اور طریقِ کار کے متعلق ہمیں جو حسین تعلیم دی ہے اس سے واقفیت بھی نہیں رکھتا۔ ترقی کرنے والی اقوام میں سے کوئی تو جوُں کی چال چل رہی ہے۔ اور کوئی راکٹ کی چال چل رہی ہے۔ لیکن جو مسلمان ہے اس کی حرکت اللہ تعالےٰ کی بتائی ہوئی تعلیم کے مطابق خداداد طاقت کے مقابلہ میں آدھی نہیں ہونی چاہیئے یا اسی فیصد نہیں ہونی چاہیئے۔ یا نوے فیصد نہیں ہونی چاہیئے حتیٰ کہ ننانوے فیصد بھی نہیں ہونی چاہیئے۔ بلکہ سو فیصد ہونی چاہیئے۔ ورنہ ان کی کوشش جہاد نہیں کہلا سکتی۔ یہ بات اچھی طرح یاد رکھنی چاہیئے کہ جہاد کہتے ہی اس کوشش کو ہیں جس میں انسان اپنی طاقت کو انتہائی طور پر اور پورے اور مکمل رنگ میں خرچ کر دے۔ یعنی انسان اپنی ساری طاقتیں خدا کی راہ میں

خرچ کر دے۔ غرض خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول میں انسان جب اپنی طاقتوں کو انتہائی طور پر خرچ کر دیتا ہے تو پھر اسلامی تعلیم کے مطابق حقیقی معنوں میں وہ مجاہد کہلاتا ہے۔

پس جو ترقی کرنے والی قومیں ہیں اور مسلمان ہیں ان کو تو مَیں کہوں گا کہ قرآنِ کریم نے آپ کو ایک حکم دیا ہے۔ قرآنِ کریم نے آپ کو ایک راہ دکھائی ہے۔ قرآنِ کریم نے آپ کو جلد از جلد

رفعتوں تک پہنچنے کا ایک راستہ

بتادیا ہے اس لئے قرآنی تعلیمات کی روشنی میں اپنی طاقتوں کو خرچ کرو۔ تاہم جیسا کہ مَیں پہلے بتا چکا ہوں قرآن کریم نے خالی یہ نہیں فرمایا کہ محنت کرو بلکہ فرمایا ہے کہ اپنی محنت کو انتہاء تک پہنچاؤ۔ کیونکہ اس طرح تمہاری طاقتوں اور استعدادوں میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جائیگا قرآن کریم کی ہدایت پر عمل کروگے اور صفاتِ باری کی معرفت میں روز بروز ترقی کرتے چلے جاؤگے تو تمہارے علم میں ترقی ہوگی۔ اور اس کے نتیجہ میں تمہارے عمل میں روزانہ ترقی کا امکان اور روزانہ ترقی کے سامان پیدا ہوتے چلے جائیں گے۔ جب مزید ترقی کے سامان پیدا ہوگئے تو اس صورت میں بھی خدا تعالیٰ کا یہی حکم ہے کہ جہاد کرو یعنی آج جو نئی طاقت پیدا ہوئی ہے اس کو بھی اپنی کل کی طاقت میں شامل کرو۔ پھر اور آگے بڑھو۔ پھر اور زیادہ محنت کرو، اور زیادہ محنت کرو، یہاں تک کہ تم اپنی محنت کو انتہا تک پہنچا دو۔

قرآن کریم نے ہمیں یہ نہیں فرمایا کہ جو طاقت تم میں نہیں ہے، اس کے مطابق کام کرو۔ لیکن قرآنِ کریم ہمیں یہ ضرور کہتا ہے کہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے جتنی طاقت دی ہے اس کے مطابق سو فیصد کام کرو۔ اور یہ کام تین محاذوں پر ہونا چاہیئے۔ مثلاً اگر انسان جہادِ اکبر میں کامیاب ہو جائے تو اس نے اپنے نفس کو جو فائدہ پہنچایا سو پہنچایا۔ اس کے نتیجہ میں ظاہر ہے ایک عظیم اسلامی فوج بھی تیار ہو گئی جو قرآنی انوار کے ساتھ جہادِ کبیر کرے گی۔ اور یہ جارحانہ جہاد ہے۔ لوگ کہتے ہیں اسلام تلوار سے پھیلا۔ مَیں کہتا ہوں کہ قرآن کریم نے اسلام کو تلوار سے پھیلانے کا کہیں حکم نہیں دیا یعنی مَیں صرف یہ نہیں کہتا کہ اسلام تلوار سے نہیں پھیلا۔ مَیں یہ بھی کہتا ہوں کہ خالی یہ ہی نہیں کہ اسلام تلوار سے نہیں پھیلا۔ بلکہ خدا تعالےٰ نے واضح طور پر ہمیں یہ فرمایا ہے کہ اشاعتِ اسلام کے لئے ہاتھ میں تلوار نہیں پکڑنی کیونکہ اس کام کے لئے تمہیں اس کا اختیار ہی نہیں دیا گیا۔ اس کی اشاعت کے لئے تمہیں قرآنی انوار دیئے گئے ہیں۔ تم

قرآنی انوار کے ذریعہ

سے ادیانِ باطلہ پر غالب کرو۔ چنانچہ اس فوج نے قرآن کریم کو ہاتھ میں پکڑا اور ادیانِ باطلہ کو مغلوب کرنے کے لئے جارحانہ کارروائیاں کیں۔ مگر یہ حملہ اس لئے نہیں تھا کہ کسی کا سر تن سے جدا کیا جائے۔ وہ تو مادی ہتھیاروں سے ہوتا ہے۔ یہ حملہ اس لئے تھا کہ وہ سینے جو ظلمات سے بھرے ہوئے ہیں ان کو قرآنی انوار سے منور بنا دیا جائے۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ کیا اس کام کے لئے تلوار یا ایٹم بم استعمال کیا جا سکتا ہے؟ تو اس کا یہ سوال بڑا نامعقول ہوگا کسی شخص کے سینے کو اگر قرآنی انوار سے منور کرنا ہو تو لوہے کی تلوار یا ایٹمی ذرات کی جو طاقت ہے اس کی ہمیں ضرورت نہیں ہے۔ اس کے لئے ہمیں قرآنی انوار کی ضرورت ہے۔ تاہم اگر کوئی بیوقوف منکرِ اسلام تلوار کے ساتھ اسلام کو مغلوب کرنا چاہے تو پھر جو تمہاری طاقتیں ہیں یا مادی ذرائع ہیں ان کو تم دفاعی طور پر استعمال کرو۔ یہ طاقتیں بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں زیادہ دے رکھی ہیں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی صفات کو جانتا ہوگا اس کی فراست بھی بہت ہوگی۔ اور دوسروں سے مختلف اس کی شجاعت بہت زیادہ اور دوسروں سے مختلف ہوگی یہی وجہ ہے کہ

اسلام کے ابتدائی زمانہ میں

مٹھی بھر مسلمانوں نے ان تلواروں کو جو اُن سے ہزاروں گنا زیادہ تھیں اور مسلمانوں کو مٹانے کے لئے میانوں سے باہر نکلی تھیں انہیں واپس میانوں میں نہیں جانے دیا۔ جو تلوار میان سے نکلی تھی اس نیت کے ساتھ کہ جب تک اسلام کو مغلوب نہ کرے گی واپس میان میں نہیں جائے گی۔ اس کو دوبارہ میان میں جانا نصیب نہیں ہوا۔ کیونکہ قبل اس کے کہ وہ اپنی میان کی طرف جاتی وہ نہتی فوج جو خدا تعالےٰ کی صفات کے علم اور معرفت کے نتیجہ میں تیار ہوئی تھی اس نے دشمن کا غرور خاک میں ملا کر رکھ دیا۔ جب ظلم حد سے بڑھ گیا اور اللہ تعالےٰ نے ظالم کے ہاتھ کو روکنے کی اجازت دی تو مسلمانوں کی تلواریں بھی میان سے باہر نکل آئیں۔ مسلمان، ظالم منکرین کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے بے چین ہوگئے۔ یہاں تک کہ ان کو آرام کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا تھا، ایک دفاعی جنگ کے بعد دوسری دفاعی جنگ لڑی جاتی رہی۔ حضرت خالدؓ بن ولید کسریٰ ایران کے ساتھ جب نبرد آزما تھے تو کسریٰ کی بھگوڑی فوج ابھی پچھلی فوج کے ساتھ ملتی نہیں تھی کہ دوسری جنگ شروع ہو جاتی تھی۔ اسی طرح پھر تیسری جنگ اور پھر چوتھی جنگ چھڑ جاتی تھی۔ غرض مسلمانوں نے خود آرام کیا نہ دشمن کو سنبھلنے کا موقع دیا۔

پس یہ کہنا تو غلط اور بالکل غلط ہے کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ لیکن یہ صحیح اور یقیناً صحیح ہے کہ اسلام کو مٹانے کے لئے جو تلوار میان سے نکلی تھی، اُس کو واپس میان میں نہیں جانے دیا گیا۔ یہاں تک کہ کفر کی دنیوی اور مادی طاقت کو پاش پاش کر دیا گیا اور یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ دشمنِ اسلام جس وقت اپنے مادی ذرائع کے ساتھ ظلم کرتا اور خدا تعالیٰ کے دین کو اپنے مونہہ کی پھونکوں سے روکنا چاہتا ہے اور اسلام کے جسدِ مطہر کو لوہے کی تلوار سے کاٹنا چاہتا ہے تو اس وقت نہ مُنہ کی پھونک اللہ تعالےٰ کے نُور کو بجھا سکتی ہے نہ دینِ متین اسلام کی ترقی کو روک سکتی ہے اور نہ تلواروں کی دھار اسلام کے رُوحانی نُور کو مٹا سکتی ہے۔

پس اسلام تلوار سے نہیں پھیلا۔ لیکن اسلام تلوار کے زور سے مٹایا بھی نہیں جا سکا۔ یہ ایک حقیقت ہے اس سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی انکار کرے تو وہ ان لوگوں سے جا کر پوچھے جنہوں نے تلوار یا دوسری مادی طاقتوں سے اسلام کو مٹانا چاہا تھا، انہوں نے کن مادی ذرائع کو مذہب کے مقابلے پر کھڑا کیا تھا اور کہاں گئیں ان کی وہ تلواریں جن کے ذریعہ بزعمِ خویش انہوں نے اسلام کو مٹانا چاہا تھا۔

پس مَیں جماعت کے دوستوں سے یہ کہتا ہوں کہ تم بھی خدا کے سپاہی بنو۔ جہادِ اکبر میں تم اپنی محنتوں کو انتہا تک پہنچاؤ۔ اور اپنی محنتوں کو روزانہ زیادہ سے زیادہ آگے بڑھانے کے لئے اپنی قوتوں اور استعدادوں کو احسان فی العمل کے حکم میں جو ہدایت دی گئی ہے اس کے مطابق کام کرتے ہوئے ان کو آگے سے آگے لے جاؤ۔ پھر جب تم اصلاحِ نفس کر لوگے پھر جب تم اپنی طاقت اور استعداد کے مطابق اپنے سینوں کو قرآنی انوار سے بھر لوگے۔ تمہاری زبانیں جب بولتے وقت اس ہوا میں آواز کی لہریں پیدا کریں گی تو وہ محض آواز کی لہریں نہ ہوں گی بلکہ ان لہروں کے ساتھ قرآنِ کریم کے نہایت ہی اچھے اور

عُمدہ عطر کی خوشبو

بھی دُنیا کی طرف جائے گی۔

غرض اس جہادِ کبیر میں ہمیں انتہائی کوشش کرنی چاہیئے تاکہ قرآنِ کریم کی عظمت دلوں میں بیٹھ جائے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو اعلیٰ مقام اور بلند ترین مرتبہ ہے دنیا اس سے آگاہ ہو جائے اور اللہ تعالےٰ کی توحید کا جھنڈا دنیا کے کونے کونے میں گاڑ دیا جائے۔

پس دوست اس اہم اور بابرکت کام کے لئے انتہائی کوشش کریں۔ ورنہ یہ جہاد جہادِ کبیر نہیں ہوگا۔ اس میں ہماری پوری کوشش صرف ہونی چاہیئے۔ اگر دو فی صد کمی رہ گئی تو وہ بھی خدا تعالےٰ کے نزدیک جہاد نہیں ہوگا۔ عربی لُغت کے لحاظ سے بھی جہاد نہیں ہوگا۔ اسلامی اصطلاح کے لحاظ سے جہاد نہیں ہوگا۔ اگر دنیا یہ سمجھے کہ یہ غریب، بے کس اور بے سہارا جماعت ہے۔ اس کے پاس مادی سامان نہیں ہیں۔ اس لئے مادی سامانوں کے ساتھ ہم اسلام کی اس فوج کو مٹا سکتے ہیں تو یہ اُن کی بڑی غلطی ہوگی۔ اگر وہ عملاً ایسا کرنا چاہیں تو محض خدائے قادر و توانا پر بھروسہ رکھ کر، محض اس کی طاقتوں پر کامل یقین کر کے، اس کی قدرتوں کا عرفان رکھتے ہوئے اور دُعاؤں کے ذریعہ اس کے فضل کو جذب کر کے دُنیا کو یہ نظارہ دکھا دو

کہ مادی طاقتیں الٰہی منصوبوں کو کبھی پاش پاش نہیں کر سکتیں بلکہ یہ اللہ تعالےٰ کا منصوبہ اور تدبیر ہی ہے جو ظلمات اور شیطانی منصوبوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیتی ہے۔

یہ تو ایک ذیلی چیز تھی۔ میرا اصل مضمون محنت ہے۔ ہماری محنت یعنی ایک احمدی مسلمان کی محنت اور ایک اس شخص کی محنت میں جو اسلام پر ایمان نہیں لاتا زمین و آسمان کا فرق ہونا چاہیئے۔ محنت کو اپنی شدت میں بھی اور وسعت میں بھی اور اپنے اثر میں بھی انتہاء تک پہنچانا چاہیئے۔ ہر کام ایک ہی وار میں مکمل نہیں ہو جاتا بلکہ دنیا کے اکثر کام مرحلے وار مکمل ہوتے ہیں۔ دنیا میں ایسے لوگوں کی

بڑی بھاری اکثریت

ہے جو محنت کر کے آہستہ آہستہ ترقی کرتے اور اپنے انجام کو پہنچتے ہیں۔ اسلامی تاریخ میں ہمیں مسلمان کی یہی شان نظر آتی ہے کہ جب وہ کوئی کام شروع کرتا ہے تو اسے انتہا تک پہنچاتا ہے۔ جس طرح خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اپنے انجام بخیر ہونے کے لئے دعا کرو۔ اسی طرح یہ بھی فرمایا ہے کہ خدا سے یہ بھی دعا کرتے رہو کہ تمہارے ہر فعل کا انجام بخیر ہو تم اسے کامیابی کی آخری حد تک پہنچا سکو۔

اس وقت دُنیا کے ترقی پذیر ملک یعنی جو آہستہ آہستہ ترقی کی طرف جا رہے ہیں اُن میں ایک بنیادی خامی یہ نظر آتی ہے کہ وہ کام شروع تو کر دیتے ہیں لیکن اسے انتہاء تک نہیں پہنچاتے جس کا نتیجہ ہوتا ہے کہ ان میں سے بعض کی ۵۰ فیصد محنت ضائع ہو جاتی ہے۔ بعض کی اسی فیصد محنت ضائع ہو جاتی ہے بعض کی نوے فیصد محنت ضائع ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ بعض ملک تو ایسے بھی ہیں جن کی ۹۹ فیصد محنت ضائع ہو جاتی ہے۔ آپ باہر نکلا کریں اور دیکھا کریں کہ کس طرح محنت رائیگاں جاتی ہے۔ مثلاً ایک سڑک اسلام آباد سے

سے بننی شروع ہوئی۔ اس کا دوسرا حصہ خانپور سے بننا شروع ہوگیا۔ دونوں طرف چند میل تک سڑک بن مگر بیچ کے کئی میل ویسے ہی پڑے ہوئے ہیں۔ کہتے ہیں ہم نے یہ منصوبہ بدل دیا ہے۔ بھلا تمہیں کس احمق نے کہا تھا کہ تم یہ منصوبہ بناؤ۔ اور خواہ مخواہ قوم کے پیسے ضائع کرو۔ یہ ایک چھوٹی سی مثال ہے۔ ورنہ ہر کام میں کم و بیش یہی نظر آتا ہے کہ کام شروع کر دیتے ہیں مگر انتہا تک نہیں پہنچاتے۔ اس کی دو صورتیں بنتی ہیں۔ ایک یہ کہ کلّی ناکامی ہوتی ہے دوسرے یہ کہ وقتی ناکامی ہوتی ہے۔ ہر دو صورتوں میں محنت اپنی انتہا کو نہیں پہنچتی۔ وقتی ناکامی سے

میری مُراد یہ ہے

کہ جو کام دس دن میں ہوسکتا تھا اُسے مکمل کرنے میں چار مہینے لگا دیتے ہیں۔ دُور جانے کی ضرورت نہیں ہمارے ناظر صاحب اُمورِ عامّہ اور ٹھیکیدار صاحب جنہوں نے ربوہ کی سڑکیں بنانی شروع کی ہیں۔ دونوں اس بات کے ذمّہ دار ہیں کہ جتنے وقت کے اندر یہ بننی چاہیئے تھیں اس میں نہیں بن سکیں۔ کبھی یہ بہانہ ہے کہ لُک گرم کرنے میں ایندھن زیادہ خرچ ہوتا ہے۔ اگر بعد میں تم نے یہ سوچنا تھا تو پہلے ٹھیکہ ہی کیوں لیا تھا۔ پھر یہ کہہ دیا کہ اب اتنی گرمی ہے ٹھیک طرح سے کام نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ ربوہ کا موسم تو بڑی جلد بدلتا رہتا ہے۔ آج سردی ہے تو کل گرمی ہوجاتی ہے اور لُو لگنے لگ جاتی ہے۔ غرض کبھی کوئی بہانہ کر دیا جاتا ہے اور کبھی کوئی عذر پیش کر دیا جاتا ہے۔ یہ طریق کار نہ جہاد کے معنوں میں شامل ہے اور نہ عملاً حسناً کے معنے میں شامل ہے۔ ہمیں دُنیا کے لئے ایک مثال بننا چاہیئے۔ مگر اس میں ہمارا ایک اپنا ادارہ ملوّث ہے۔ ایسی صورت میں دوستوں کو ٹوکنا چاہیئے کیونکہ کسی ناظر کا یہ حق نہیں ہے کہ وہ غلطی کرے اور پھر بھی اسے کچھ نہ کہا جائے۔ جو عوام سے تعلق رکھنے والی باتیں ہیں ان میں اگر کوئی ناظر غلطی کرتا ہے تو بڑے ادب کے ساتھ اس کو یہ کہنا چاہیئے کہ آپ یہ کیا حرکت کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں تیزی نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ اس طرح انسان کے نفس پر ایک دھبّہ لگ جاتا ہے۔ اور یہ جماعتِ احمدیہ کے اجتماعی عرفان ذاتِ باری کے خلاف ہے۔ ایک انفرادی عرفان ہوتا ہے اور ایک اجتماعی۔ اجتماعی عرفان کا مطلب یہ ہے کہ زید اور بکر کا عرفان خالد اور عمر سے مثلاً بیس گنا زیادہ ہے۔ وہ اپنے اجتماعی واقعات بتاتے ہیں۔ دوسروں کا مشاہدہ نہیں ہوتا۔ لیکن سماع ہوتا ہے۔ اس سے بھی ایمان میں تازگی اور مضبوطی پیدا ہوتی ہے۔ اب یہ جو جماعتِ احمدیہ کا اجتماعی عرفان ہے، اس کے مقابلہ میں

ہمارا یہ عزم ہونا چاہیئے

کہ خدا تعالیٰ نے جو جہاد کا حکم دیا ہے اس کے مطابق خدا کی راہ میں اس کی خوشنودی اور رضا کے حصُول کے لیئے اپنی کوششوں کو انتہا تک پہنچانا ہے اب اگر کوئی کام اس کے خلاف ہوتا ہے تو یہ جماعت کی بدنامی کا باعث ہے۔ مَیں تو پچھلے مہینے کڑھتا رہا ہوں کہ ہماری ایک نظارت نے ہمارے اوپر ایک دھبّہ لگا دیا ہے۔ اس قسم کی حرکتیں تو نہیں چلنی چاہئیں۔ وہ سمجھتے ہیں ہم آرام سے بیٹھے ہیں مگر ہم انہیں آرام سے نہیں بیٹھنے دیں گے۔ نہ مَیں انہیں بیٹھنے دوں گا اور نہ آپ ان کو بیٹھنے دیں۔ دوستوں کو چاہیئے کہ اگر کہیں کوئی غلطی دیکھیں تو ذمّہ دار آدمی کو جا پکڑیں۔ (اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ اسے کان سے جا پکڑیں) اور ادب و احترام کے ساتھ چار پانچ آدمی جاکر کہیں کہ سڑک کو اس وقت تک مکمل ہوجانا چاہیئے تھا مگر ابھی تک کیوں تیار نہیں ہوئی۔ مَیں نے

ایبٹ آباد جانے سے پہلے

اپنے دفتر سے کہا کہ ناظر امورِ عامہ کو روزانہ ایک خط لکھتے رہو، کہ سڑک کیوں بننی شروع نہیں ہوئی۔ انہوں نے بچنے کے لیئے جواب لکھنے کی بجائے مجھ سے ملاقات کے دَوران کہا کہ دراصل یہ وجہ ہوگئی ہے اور وہ وجہ ہوگئی ہے۔ اس لیئے کام شروع نہیں ہوسکا۔ یہ سب بچنے کے لئے جھوٹے بہانے تھے۔ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب پاس کھڑے تھے مَیں نے ان سے کہا کہ ان کی اس EXPLA-NATION کوشش کر خطوط بند نہیں ہوں گے اس لیئے آپ ان کو خط لکھتے رہیں جب تک یہ کام شروع نہ کرلیں۔ اب یہ تو نہیں کہ ان پر کوئی سختی کی گئی۔ صرف روزانہ یاددہانی کروائی جاتی رہی۔ اسی طرح اگر چار پانچ آدمی روزانہ جاکر بڑے پیار سے ناظر صاحب امورِ عامّہ سے یہ کہتے کہ جناب آپ کو خدا تعالےٰ نے سلسلہ کے بڑے اہم کام کرنے کی توفیق دی ہے۔ ہم آپ کو

ذَکِّرْ فَاِنَّ الذِّکْرٰی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

کی رُو سے یاددہانی کرانے آئے ہیں۔ جو کام آپ کروا رہے ہیں اس کی رفتار بڑی سست ہے۔ اس کے اندر چُستی پیدا ہونی چاہیئے۔ یہ

یاددہانی کرانے کا نسخہ

مَیں تو بڑی دیر سے استعمال کر رہا ہوں۔ قادیان کے زمانہ کی بات ہے۔ خدام الاحمدیہ کی بیرونی مجالس جو ماہانہ رپورٹیں نہیں بھجواتی تھیں ان میں سے مثلاً پچاس کو مَیں نے چُن لیا۔ اور دفتر کو کہا کہ پہلے ہر پندرہ دن کے بعد یاددہانی کراؤ۔ اس پر بھی کوئی نتیجہ نہ نکلے تو ہر ہفتہ کے بعد، پھر ہفتہ میں دو دفعہ یاددہانیاں کراؤ اگر اس پر بھی ان کو ہوش نہ آئے تو پھر روزانہ یاددہانی کراؤ۔ اور یہ سلسلہ جاری رہے جب تک ان کو ہوش نہ آجائے۔ مَیں نے دیکھا کہ کئی قائدین میرے پاس آکر رو پڑے کہ خدا کے لئے ہمیں لکھنا بند کر دیں۔ ہم آئندہ سُستی نہیں کریں گے۔ کسی جگہ جب متواتر خطوط جاتے ہیں تو اصل بات چھپی نہیں رہ سکتی۔ وہاں کے سب لوگ اصل حقیقت کو پا جاتے ہیں۔

پس " ذکر فان الذکریٰ تنفع المؤمنین " کی رُو سے یاددہانی کرانا کسی فردِ واحد ہی کے لئے نفع مند نہیں ہے بلکہ یہ جماعت مومنین کے لئے بھی نفع مند چیز ہے۔ اس سے ہر کام میں چُستی پیدا ہو جاتی ہے۔

بہرحال ہم احمدی مسلمان ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی معرفت رکھتے اور جانتے ہیں کہ مجاہدہ (جہاد اور مجاہدہ ایک ہی مصدر سے نکلے ہیں۔) کی جو تعلیم دی گئی ہے اور جسے حُسن فی العمل کہہ کر اور مضبوط کر دیا گیا ہے یہ انتہائی محنت اور علم و عمل کے اعتبار سے

حُسن واحسان کا لطیف امتزاج

ہمارا معیار ہے۔ اس سے ہم نے پیچھے نہیں ہٹنا ہم نے دنیا کے لئے ایک نمونہ بننا ہے خصوصًا اس دنیا کے لئے جو ترقی پذیر تو ہے مگر جوُں کی چال چل رہی ہے۔

مَیں نے چینی معاشرہ کے متعلق بڑا غور کیا ہے روحانیت کا خانہ تو خالی ہے اس کو چھوڑ دیں اس کے متعلق ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کے وجود کا ایک حصّہ بالکل کمزور ہے۔ لیکن ان کا جو دنیوی اور مادی حصّہ ہے مثلاً جسمانی اور ذہنی طور پر اور ظاہری دنیوی اخلاق کے لحاظ سے ان کا معیار بہت بلند ہے۔ اب تو روس کے برخلاف چین نے اخلاقی اقدار کو بھی اپنا لیا ہے۔ غرض انتہائی طور پر محنت کرنا چینی معاشرہ کی ایک نمایاں خصوصیت ہے۔ ایک احمدی مسلمان کو ان سے بھی زیادہ محنت کرنی چاہیئے۔ اُن کے مقابلے میں ہمارے سامنے محنت کا ایک زاید میدان ہے اور یہ روحانی میدان ہے۔ یہی اصل میدان ہے۔ یہ چھت ہے۔ دوسری چیزیں ستون ہیں۔ لوگوں نے یہ ستون تو بنا لیئے مگر ہم نے ان ستونوں پر اکتفا نہیں کرنا بلکہ ان کے اُوپر چھت بھی بنانی ہے۔ چونکہ ہم نے اللہ تعالےٰ کے حکم سے اور اس کی منشاء کے مطابق دنیا کے ہر نفس کے اندر روحانی اقدار قائم کرنی ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں جسمانی قوتیں، ذہنی استعدادیں اور اخلاقی صلاحیتیں بھی عطا فرمائیں تاکہ روحانی چھت بنا سکیں جو حفاظت کا ذریعہ بنے۔ بالکل اسی طرح جس طرح یہ جسمانی آسمان بہت ساری جسمانی حفاظتوں اور بالواسطہ روحانی حفاظتوں کا سامان پیدا کرتا ہے، رُوحانی استعدادوں کے کمال پر مشتمل روحانی چھت سارے افراد بلکہ تمام بنی نوعِ انسان کو ہر قسم کی تباہی سے (جس میں جسمانی تباہی بھی شامل ہے) محفوظ رکھتی ہے۔

بہرحال ہمیں چینیوں سے زیادہ کام کرنا ہے۔ کیونکہ ہمارے لئے ایک زاید میدانِ عمل ہے جو اُن کے لئے نہیں ہے اسی طرح دوسرے شعبوں میں بھی ہم نے اُن سے کم کام نہیں کرنا بلکہ ان سے زیادہ کام کرنا ہے۔ ہمارے ہر کام میں زیادہ حُسن ہونا چاہیئے۔

ہمارے علم و عمل میں

زیادہ حُسن و احسان پایا جانا چاہیئے۔ اس کے نتائج ہر اعتبار سے اچھے نکلنے چاہئیں۔ بنی نوعِ انسان جہاں جہاں بستے ہیں۔ ان کی خیر خواہی اور بھلائی کے سامان ہماری کوششوں کے نتیجہ میں پیدا ہونے چاہئیں۔ ان کے لئے دکھ اور پریشانی کا سامان پیدا نہیں ہونا چاہیئے۔

دوست دعا کریں اللہ تعالےٰ ہمیں اُس رنگ میں محنت کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس رنگ میں وہ چاہتا ہے کہ ہم محنت کریں۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے ہمیں یہ توفیق بخشے کہ ہم اپنی صلاحیتوں اور استعدادوں کو روز بروز ترقی دیتے چلے جانے میں کامیاب ہوجائیں۔ ہماری محنت ہر روز پہلے کی نسبت زیادہ شدت اور وسعت اختیار کرجائے۔ ہمارے سب کاموں کے نتائج پہلے سے بڑھ کر شاندار نکلیں۔ اللہ تعالےٰ ہی کے فضل اور اس کی توفیق سے سب کچھ ہوسکتا ہے۔ ہم تو عاجز بندے ہیں ٭

دُعائے مغفرت

خاکسار کی اہلیہ محترمہ مورخہ ۱۰ ستمبر کو وفات پاگئی تھیں مرحومہ بہت نیک اور نماز و روزہ کی پابند تھیں احباب جماعت سے ان کی مغفرت کے لئے درخواستِ دعا ہے۔ نیز اکثر دوستوں نے اظہارِ تعزیت کیا ہے جن کا فرداً فرداً جواب دینا مشکل ہے مَیں ان سب کی ہمدردی اور دلجوئی کا بے حد ممنون ہوں۔ (خاکسار: محمد سلیمان آف جمشید پور)

اخوتِ اسلامی کی شاندار مثال

جماعتِ احمدیہ کی امتیازی خصوصیت

(محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد (تعلیم القرآن)، ربوہ)

قادیان میں جلسہ سالانہ تو ماہ دسمبر ۷۱ء کی بجائے ماہ فروری ۷۲ء میں منعقد ہو گیا ہے۔ لیکن ربوہ میں ہنگامی حالات کے سبب جلسہ سالانہ کا انعقاد ممکن نہ ہو سکا۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے ناظر صاحبان اور علماء پر مشتمل وفود مختلف اضلاع میں بھیجے۔ اسی طرح ایک وفد میں محترم مولانا ابو العطاء صاحب بھی شامل تھے۔ اس کی ایک مختصر مگر ایمان افروز و روح پرور رپورٹ انہی دنوں الفضل میں شائع ہوئی تھی جسے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ امید ہے کہ یہ رپورٹ ہندوستانی احباب جماعت کے لئے بھی باعثِ ازدیادِ ایمان ہوگی ——— (ایڈیٹر بدر)

دینِ اسلام ایک عملی مذہب ہے۔ محض خیالات و نظریات کا مجموعہ نہیں۔ اسلام انسان کی رُوح اور اس کے تمام جوارح پر حاوی ہے۔ اس کی تعلیمات اور اس کے پیش کردہ عقائد و احکام انسانی زندگی میں انقلاب برپا کر دیتے ہیں۔ جہاں اسے خدا کا عاشق اور حقیقی پرستار بنا دیتے ہیں وہاں اُسے بنی نوع انسان کی عموماً اور مومنوں کا خصوصاً محب اور بھائی بنا دیتے ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بارہا اسی اخوت کا تذکرہ فرمایا ہے جو اس کے فضل سے مومنوں کو حاصل ہوتی ہے۔ ایک جگہ مومنوں کی علامات میں خاص طور پر فرمایا رُحَمَآءُ بَیۡنَھُمۡ کہ وہ آپس میں بہت رحم دل اور مہربان ہوتے ہیں وہ ایک دوسرے سے درگذر کرنے والے ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کی مشکل اور مصیبت میں کام آتے ہیں۔ ان کے دل اپنے مومن بھائیوں کی محبت سے لبریز ہوتے ہیں۔ قرونِ اولیٰ میں مسلمانوں میں یہ جذبہ اس قدر نمایاں تھا کہ دشمنانِ اسلام بھی رشک کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:—

رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَوۡ کَانُوۡا مُسۡلِمِیۡنَ.

کہ کافر بھی خواہش کرتے ہیں کہ کاش وہ اس قسم کے مسلمان ہوتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے جماعتِ احمدیہ کا قیام اسلام کے عملی نمونہ کے ظاہر کرنے کے لئے فرمایا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا عظیم فضل ہے کہ جماعتِ احمدیہ میں اخوتِ اسلامی کی شاندار مثالیں قائم ہو گئی ہیں جنہیں بیگانے بھی رشک بھری نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔

صحابہ مسیح موعود علیہ السلام میں یہ اخوت نہایت نمایاں تھی۔ مگر آج بھی جبکہ بفضل اللہ جماعتوں کی تعداد بڑھ گئی ہے۔ اور احمدی افراد دور دراز علاقوں میں پھیل گئے ہیں یہ اسلامی اخوت جماعتِ احمدیہ کی امتیازی علامت ہے۔

رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:—

خِیَارُ اَئِمَّتِکُمُ الَّذِیۡنَ تُحِبُّوۡنَھُمۡ وَ ھُمۡ یُحِبُّوۡنَکُمۡ تَدۡعُوۡنَ لَھُمۡ وَھُمۡ یَدۡعُوۡنَ لَکُمۡ.

کہ تمہارے بہترین امام وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو۔ اور وہ تم سے محبت رکھتے ہیں۔ تم ان کے لئے دعائیں کرتے ہو اور وہ تمہارے لئے دعائیں کرتے ہیں۔

اس حدیث نبوی میں اس روحانی رابطہ کا ذکر ہے جو مومنوں کو اپنے امام سے ہوتا ہے۔ اور امام کو اپنے اتباع سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بہت فضل ہے کہ جماعتِ احمدیہ کے اندر خلافت راشدہ قائم ہے اور خلیفۂ وقت ایدہ اللہ بنصرہ سے افرادِ جماعت کو وہی رابطۂ محبت و اطاعت حاصل ہے جو پہلے دور کے خلفاء راشدین سے اولین مسلمانوں کو تھا۔ اور خلیفۂ وقت بھی اپنی جماعت کے سب احباب سے وہی محبت و رابطہ رکھتے ہیں جو پہلے خلفاء راشدین کو مسلمانوں سے تھا۔ اس رابطہ کا عام اظہار ہر روز ہوتا رہتا ہے۔ اور خاص مواقع پر خاص اظہار ہوتا ہے۔ جب کبھی منافقین فتنہ کی صورت پیدا کرتے ہیں تو جماعتوں اور امام میں باہم للّٰہی محبت پورے جوش سے موجزن ہو جاتی ہے۔ نیز جدائی بھی اس محبت کو اُبھار دیتی ہے۔

اس سال خاص ملکی حالات کے ماتحت آخر دسمبر میں جلسہ نہ ہو سکا۔ ایک مجبوری تھی۔ مگر یہ التواء خود اس محبت و الفت کو شعلہ زن کرنے کا باعث بن گیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے امام اور مومنوں کے قلوب میں پیدا کر رکھی ہے۔ چند ہفتے گذرے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ نے اس احساسِ تشنگی کو مدنظر رکھ کر جو جلسہ سالانہ کا انعقاد نہ ہونے سے جماعتوں میں پیدا ہو گیا تھا۔ فرمایا کہ میری تجویز ہے کہ میری نمائندگی میں صدر انجمن احمدیہ اور تحریک جدید کا ایک ناظر یا وکیل، مرکزی خدام الاحمدیہ کے کسی مہتمم کے ساتھ ضلعوار جماعتوں تک پہنچیں۔ ضلع کے مربی صاحب کو بھی ہمراہ لیں اور یہ وفد ہر جماعت میں جا کر ہر گھر اور اس کے احمدی باشندوں تک میرا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ پہنچائے۔ نیز انہیں بتائے کہ میں سب کے لئے دعا کر رہا ہوں۔ آپ لوگ بھی تسبیح و تحمید اور استغفار و درود پر خاص توجہ کریں۔ اور دعاؤں پر زور دیں تا غلبۂ اسلام جلد ظاہر ہو۔ اور جماعت کو اللہ تعالیٰ ہر شر سے محفوظ رکھے۔ اور سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

حضور ایدہ اللہ بنصرہ نے یہ بھی فرمایا کہ آپ لوگ ذاتی طور پر جماعتوں سے رابطہ پیدا کر کے ان کے حالات معلوم کر کے آئیں۔

اس ارشاد کی تعمیل میں نظارت علیا کی طرف سے ناظر صاحبان کو وفود کی صورت میں جماعتوں میں بھجوایا گیا۔ نیز ہر ناظر صاحب نے اپنے اپنے مقررہ حلقہ میں حضور ایدہ اللہ بنصرہ کا محبت بھرا سلام و پیار پہنچایا۔ مجھے اور مہتمم تعلیم خدام الاحمدیہ کو اضلاع جہلم، ضلع راولپنڈی، کیمبل پور، مردان اور پشاور کی جماعتوں کے لئے مقرر کیا گیا۔ ہمارا وفد تقریباً پچاس جماعتوں میں گیا۔ جیپ کے ذریعہ سے تقریباً سوا دو ہزار میل کا فاصلہ طے کیا گیا۔ اس سفر میں اس ایمان پرور محبت کے نظارے روز و شب نظر آئے جو الٰہی جماعتوں کا خاصہ ہے۔ تقریباً ہر جگہ ہی احباب کی آنکھیں نمناک تھیں۔ اور دل خوشی اور مسرت سے لبریز تھے کہ ہمارے پاک امام ایدہ اللہ بنصرہ کو ہمارا کتنا احساس ہے۔ بہتوں نے کہا کہ پیاس تو بہت تھی مگر حضور کے اس سلام و پیام سے ٹھنڈک پڑ گئی ہے۔

والہانہ انداز میں سب احباب وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ عرض کرتے تھے اور دعاؤں کے لئے ملتجی ہوتے تھے۔ متعدد مقامات پر دوستوں نے بتایا کہ ہم نے کل یا پرسوں خواب میں دیکھا تھا کہ حضور ایدہ اللہ بنصرہ ہمارے گھر میں تشریف لائے ہیں۔ الحمد للہ کہ حضور کے نمائندے پیغام لے کر پہنچ گئے ہیں۔ کئی جگہ غیر از جماعت لوگوں نے حیرت سے کہا کہ ہمارا بھی کوئی امام ہوتا تو ہماری خبر لیتا۔ دنیا میں جذبات کی بہت سی کیفیات لفظوں میں بیان نہیں ہو سکتیں۔ ہم نے دیکھا ہے کہ اس دورۂ رابطہ کی کیفیات بھی حیطۂ تحریر میں نہیں آ سکتیں۔

مختصر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بے پایاں فضل ہے کہ جماعت احمدیہ میں اسلامی اخوت پورے طور پر موجزن ہے اور جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں ایک امتیازی شان بخشی ہے۔ اس نعمت کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔

وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

درخواستِ دعا

عزیز خلیل احمد ابن مکرم بشیر احمد صاحب صنبر فلک نما حیدر آباد مورخہ ۲ر نومبر کو بذریعہ ٹرین فلک نما سے کالج جا رہے تھے کہ ملک پیٹھ سٹیشن پر ریل سے اترتے ہوئے گاڑی کی زد میں آ گئے جس سے اُن کی دونوں ٹانگیں کٹ گئیں۔ اس موقعہ پر کالج کے طلباء نے ایک خداترس وکیل صاحب کی کار میں انہیں فوراً ہسپتال پہنچایا۔ تب تک خون اس قدر بہہ گیا کہ بلڈ پریشر صرف ۴۰ رہ گیا اور بچنے کی صرف ایک موہوم سی امید رہ گئی تھی۔ ہسپتال میں بھی صرف تھوڑا سا خون مہیا ہو سکا اس پر کالج کے طلباء نے بھی اپنا خون دیا اور ایک پیتھالوجسٹ جو اسی ٹرین سے آئے تھے اور عثمانیہ دواخانہ ہی میں کام کرتے ہیں یعنی مکرم محمد محسن صاحب نے بھی نہ صرف اپنا خون دیا بلکہ بعض اہم اور نایاب ادویہ کی فراہمی میں بھی بے حد مدد کی جس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے عزیز موصوف کی حالت خطرہ سے باہر ہو گئی۔ سچ ہے

جسے اللہ رکھے اُسے کون چکھے

احباب دعا فرمائیں کہ جن عزیزوں نے اور خاص طور پر مکرم محمد محسن صاحب پیتھالوجسٹ نے عزیز موصوف کی مدد کی ہے اللہ تعالیٰ ان پر فضل فرمائے اور اپنے خاص اجر سے نوازے اور عزیز خلیل احمد کو صحت و سلامتی والی لمبی زندگی دے اور ساری عمر ان کا کفیل رہے۔ اور اُن کے والدین کو صبر عطا فرمائے اور سب کا حافظ و ناصر رہے۔ آمین۔

(ایڈیٹر بدر)

رمضان المبارک میں جماعت احمدیہ یادگیر کے روح پرور پروگرام

نظارت دعوۃ و تبلیغ کی ہدایت پر رمضان المبارک کے بابرکت ایام میں درس و تدریس کے فرائض سرانجام دینے کے لئے خاکسار اوائلِ رمضان میں یادگیر پہنچا۔ ہندوستان کی جماعتوں میں قادیان کے بعد یادگیر کو ایک ممتاز مقام حاصل ہے۔ یہ جماعت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک عاشقِ صادق صحابی حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحب احمدی رضی اللہ عنہ کی ایک بہترین یادگار ہے۔ یہاں کے پرسکون ماحول اور پُرامن معاشرہ میں بسنے والے احمدی احباب سلسلہ احمدیہ سے والہانہ محبت رکھنے والے ہیں۔ مرکزِ احمدیت سے گہرا ربط، خاندانِ مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ بے انتہا خلوص و عقیدت اور مبلغینِ سلسلہ کے ساتھ محبت و احترام اِس جماعت کا ایک طرۂ امتیاز ہے۔

یہاں کا ماحول اور معاشرہ ؎
یا عشقِ محمدِ عربی ہے
یا احمدِ ہندی کی ہے وفا
کی زندہ تصویر ہے۔

درس و تدریس

روزانہ بعد نمازِ فجر حدیث "حدیقۃ الصالحین" کے بعض ضروری حصوں کا جن میں زیادہ تر فقہی مسائل اور اخلاقی تعلیمات کا ذکر ہے درس دیتا رہا۔

بعد نمازِ عصر تا مغرب قریباً ½ ۱ گھنٹہ روزانہ کم و بیش نصف سیپارے کا ترجمہ کسی قدر تفسیر کے ساتھ سناتا رہا۔ ان ہر دو درسوں میں احباب جماعت نہایت ذوق و شوق کے ساتھ شریک ہو کر مستفید ہوتے رہے۔ علاوہ ازیں روزانہ بعد نمازِ تراویح پندرہ بیس منٹ تک مختلف تربیتی پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے تقریری پروگرام ہوتا رہا جس میں خاکسار اور مکرم مولوی عبدالحلیم صاحب فاضل کے علاوہ مندرجہ ذیل احباب کو مخاطب کرنے کی توفیق ملی۔ مکرم محمد نصرت اللہ صاحب غوری۔ مکرم محمد رفعت اللہ صاحب غوری۔ مکرم ظفر احمد صاحب شحنہ (پوتا حضرت عبدالکریم صاحب حیدر آبادی صحابی)۔ مکرم منصور احمد صاحب۔ مکرم عبدالسلام صاحب نندھیال۔ مکرم زکریا صاحب الٹو۔ مکرم منیر احمد خان صاحب۔ مکرم محمود احمد صاحب غوری۔ محترم سیٹھ محمد الیاس صاحب امیر جماعت احمدیہ۔ مکرم محمد ادریس صاحب۔ مکرم محمد خواجہ صاحب غوری۔ مکرم مولوی نذیر احمد صاحب ہو دڑی۔

قرآن کلاس

بعد نمازِ فجر مسجد احمدیہ میں قرآن سٹڈی کلاسز ہوتی رہیں۔ جن میں خاکسار چند نوجوانوں کو قرآن کریم باترجمہ اور مکرم مولوی عبدالحلیم صاحب ناظرہ پڑھاتے رہے۔ جس سے احباب جماعت نے خاطر خواہ استفادہ کیا۔

نمازِ تراویح و تہجد

خدا کے فضل سے یہاں نمازِ تراویح کے علاوہ نمازِ تہجد باجماعت کا بھی باقاعدگی سے اہتمام ہوتا رہا۔ خاکسار کو نمازِ تراویح اور مکرم محمد امام صاحب غوری اور مکرم منیر احمد خان صاحب کو تہجد پڑھانے کی سعادت حاصل ہوتی رہی۔ اِن ہر دو نمازوں میں کثیر تعداد میں احباب شریک ہوتے رہے۔ پنج وقتہ نمازوں کے علاوہ نماز تراویح۔ درس و تدریس اور دیگر پروگراموں میں لاؤڈ اسپیکر کی مدد سے اور پردے کی رعایت سے کثیر تعداد میں مستورات بھی شریک ہوتی رہیں۔

اعتکاف

امسال مکرم سیٹھ محمد ادریس صاحب (فرزند محترم الحاج مولانا محمد اسماعیل صاحب وکیل مرحوم) اور مکرم منیر احمد خان صاحب کو اعتکاف کرنے کی سعادت نصیب ہوئی، بارک اللہ لہما۔

سحری اور افطاری

یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ روزانہ بعد نمازِ تہجد وسیع پیمانہ پر جماعت کے مخیر احباب کی طرف سے سحری کے کھانے کا شاندار انتظام ہوتا رہا ہے۔ اس کے لئے مسجد کے سامنے باقاعدہ لنگر خانہ مکرم سیٹھ نثار احمد صاحب سیکرٹری ضیافت کی نگرانی میں قائم کیا گیا تھا اس سے ۸۵ کے قریب احباب مستفید ہوتے رہے۔

اس کے علاوہ محترم سیٹھ محمد الیاس صاحب امیر جماعت کی طرف سے ایک دن تمام جماعت کو نہایت پرتکلف افطاری کا اہتمام کیا گیا تھا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

ایک مولانا سے گفتگو

اسی اثناء میں ایک دن اہلِ حدیث مسلک کے ایک مولوی عبدالرب صاحب افضل العلماء، (عمر آباد) سے دو ڈھائی گھنٹہ تک تبلیغی گفتگو کا موقعہ ملا۔ خاکسار نمازِ فجر کے بعد حدیث کا درس دے رہا تھا کہ موصوف مسجد میں آئے۔ اور لوگوں کو پھلانگتے ہوئے سیدھے میرے قریب آکر بیٹھ گئے۔ درس ختم ہوتے ہی موصوف نے کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ مَیں اب ایک تقریر کرنا چاہتا ہوں۔ چونکہ اس سے قبل بھی ایک دو دفعہ کچھ تلخ تجربہ ہوا تھا اس لئے اس کی اجازت نہیں دی گئی البتہ وہیں سے مولوی صاحب موصوف سے مسئلہ ختمِ نبوت اور مومن کی تعریف پر سلسلہ گفتگو کا آغاز ہوا۔ اور پھر اجرائے نبوت۔ وفاتِ مسیح اور صداقتِ مسیح موعودؑ سب مسائل پر گفتگو ہوتی رہی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور خاص تائید و نصرت سے مولوی صاحب ہمارے دلائل اور براہین کی تاب نہ لاسکے اور بار بار اپنے قلتِ وقت اور عدم فرصت اور دیگر مصروفیتوں کا بہانہ بناکر گفتگو سے پیچھا چھڑانا چاہا۔ اس گفتگو سے ہمارے احمدی احباب بھی محظوظ ہو رہے تھے۔ دورانِ گفتگو جب مولوی صاحب نے محسوس کیا کہ ان زبردست دلائل کا وہ جواب نہیں دے پائیں گے تو دوسروں کو مرعوب کرنے کے لئے عربی میں گفتگو شروع کی۔ مَیں نے ان کی چال کو بھانپتے ہوئے مختصراً عربی میں ہی جواب دینے کے بعد کہا کہ یہاں جو دوست ہماری گفتگو سے فائدہ اٹھانے کے لئے بیٹھے ہیں عربی زبان سے نابلد ہیں۔ اگر ہم دونوں عربی میں ہی گفتگو جاری رکھیں گے تو یہ لوگ محروم رہ جائیں گے۔ اس لئے بہتر ہے کہ ہم اردو میں ہی اپنی بات چیت جاری رکھیں۔ بہرحال وہ یہ کہہ کر رخصت ہو گئے کہ مَیں فرصت پر آج یا کل آؤں گا۔

اس کے بعد بھی مولوی صاحب موصوف تین چار دن یادگیر میں غیر احمدیوں کی مسجد میں قیام پذیر ہوئے۔ اثنائے قیام سرِ راہ جب ان کی ملاقات احمدیوں سے ہو جاتی تو ان کا باقاعدہ دعوت دی جاتی رہی۔ لیکن وہ قبول کرنے سے انکار کرتے رہے۔

احمدیہ میڈیکل ریلیف سنٹر

حال ہی میں اس نام پر یہاں ایک امدادی ادارہ قائم کیا گیا ہے۔ اس ادارے کا فریضہ یہ ہے کہ یادگیر کے محلوں میں جو بھی بیمار ہو جائے یا کسی کی بیماری کی اطلاع مل جائے تو متعلقہ محلہ میں مقرر ممبر کو اطلاع مل جاتی ہے۔ اس کے بعد اس ادارے کی یونٹ حرکت میں آجاتی ہے اور فوری امداد بہم پہنچائی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں اس ادارے کے ساتھ تعاون کرنے کے لئے مقامی ہسپتال سے بھی ربط رکھا ہوا ہے۔

الغرض یہاں کی مستعد جماعت محترم سیٹھ محمد الیاس صاحب امیر جماعت اور محترم محمد نعمت اللہ صاحب غوری نائب امیر کی زیر قیادت تعلیم و تربیت اور خدمتِ خلق کے میدان میں آگے ہی آگے ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت کے تمام احباب کو ان کے خلوص و محبت اور عشقِ احمدیت میں استقامت اور روحِ استباق عطا فرمائے اور دینی و دنیوی ہر دو میدانوں میں ترقیات سے نوازے اور تمام مشکلات اور پریشانیوں سے نجات دے۔ آمین۔

مدراس میں رمضان اور عید

چونکہ مدراس میں احمدی احباب چاروں طرف منتشر ہیں اس لئے روزانہ نمازِ تراویح اور درس وغیرہ کے لئے ایک جگہ جمع ہونا ممکن نہیں ہے۔ اسی وجہ سے مرکز نے خاکسار کو یادگیر جانے کی ہدایت فرمائی تھی۔ تاہم میلاپور، اور تنڈیارپیٹ کے محلوں میں رہنے والے احباب جمع ہو جاتے رہے اور نمازِ تراویح باجماعت ادا کی جاتی رہی۔

مورخہ ۸ نومبر کو صبح دس بجے مکرم محمد رفیق صاحب نائب صدر کے مکان میں عید کی نماز مقرر تھی۔ وقتِ مقررہ پر ہی تمام احباب جماعت مع مستورات اور بچگان آگئے۔ خاکسار نے نماز پڑھائی اس کے بعد پہلے اردو میں پھر تامل میں خطبہ دیا۔ اجتماعی دعا کے بعد تمام احباب مصافحہ اور معانقہ کرتے رہے۔

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ مکرم محمد رفیق صاحب کے دو وسیع ہال اور تین کمرے ناکافی ثابت ہوئے۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے افرادِ جماعت کی اتنی کثرت ہو رہی ہے کہ اب آئندہ ایک، دوسرے کی پیٹھ پر سجدہ کرنے کی نوبت آجائے گی۔ یہاں ایک مستقل دارالتبلیغ یا مسجد کی ضرورت بُری طرح محسوس ہو رہی ہے۔ خدا کا فضل ہے کہ مرکز نے اس اہم ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے مسجد یا دارالتبلیغ کی تعمیر کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔ اور اس کے لئے انتظام بھی ہو رہا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ محض اپنے فضل سے جلد ہی یہاں تعمیرِ مسجد توفیق عطاء فرمائے اور یہاں کی یہ دیرینہ ضرورت جلد از جلد پوری فرمادے تا جماعتی تعلیم و تربیت اور تبلیغ و اشاعتِ قرآن کا اہم کام بہتر، مفید اور مؤثر طور پر سرانجام پائے، اسلام کا بول بالا ہو۔ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحیح عظمت و شان دنیا میں قائم ہو آمین۔

خاکسار:- محمد عمر
مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم مدراس

اُذْکُرُوْا مَوْتَاکُمْ بِالْخَیْرِ

(۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے ۳۱۳ اصحابِ خاص کے آخری بزرگ

حضرت قاضی محمد عبد اللہ صاحب رضی اللہ عنہ ربوہ میں انتقال فرما گئے

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ۳۱۳ اصحابِ خاص میں سے آخری بزرگ حضرت قاضی محمد عبد اللہ صاحب بھٹی مورخہ ۲۷ ستمبر صبح ۲۵-۷ بجے ۸۶ سال کی عمر میں اس دنیائے فانی سے رخصت ہوکر اپنے محبوبِ حقیقی سے جاملے۔ اِنّا للّٰہ واِنّا الیہ راجعون۔

آپ کی نمازِ جنازہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہِ شفقت خود تشریف لاکر پڑھائی تابوت کو کندھا دیا۔ اور لحد میں اتارتے میں حصہ لیا۔ تدفین مکمل ہونے پر دعا کرائی۔ حضرت قاضی محمد عبد اللہ صاحب بھٹی بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ سابق مبلغِ انگلستان نہایت نیک، متقی، بے نفس اور دعاگو بزرگ تھے۔ دعائیں اور عبادات ہی آپ کی غذا تھیں۔ ہر وقت زبان پر ذکرِ الٰہی جاری رہتا تھا۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقرب اور قدیم صحابی حضرت قاضی ضیاء الدین صاحب رضی اللہ عنہ کے فرزند تھے۔ آپ اپنے والد ماجد کے ہمراہ مارچ ۱۹۰۰ء میں قادیان تشریف لائے اور حضور کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپ کو ۱۹۱۵ء سے ۱۹۱۹ء تک انگلستان میں بطور مبلغِ اسلام کام کرنے کا موقع ملا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت قاضی صاحب کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور قربِ خاص سے نوازے آمین۔

(۲)

محترم مولانا ابوبکر ایوب صاحب سماٹری مبلغِ سلسلہ کی وفات

نہایت افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے ہالینڈ مشن کے انچارج مبلغِ اسلام مولانا ابوبکر ایوب صاحب قریباً سٹرسٹھ ۶۷ سال کی عمر میں مختصر علالت کے بعد عین میدانِ جہاد میں انتقال فرماکر شہداء کی مقدس فہرست میں شامل ہوگئے اِنّا للّٰہ واِنّا الیہ راجعون۔

مرحوم پہلے انڈونیشین احمدی تھے جنہوں نے اپنی زندگی راہِ اسلام میں وقف کرنے کی سعادت پائی۔ نوجوانی میں قادیان بغرض حصولِ تعلیم تشریف لائے اور مدرسہ احمدیہ میں داخل رہ کر فارغ التحصیل ہونے کے بعد اپنے وطن اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے تشریف لے گئے۔ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے ارشاد سے ہالینڈ مشن کے انچارج کے فرائض خوش اسلوبی سے انجام دیتے رہے۔ مرحوم کا جنازہ ہالینڈ سے ربوہ لے جایا گیا۔ جہاں حضور پُرنور نے بعد نماز جمعہ، نمازِ جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ کے اس خاص حصہ میں جو مبلغین کے لئے مخصوص ہے انہیں سپردِ خاک کر دیا گیا۔ آپ پاڈانگ (انڈونیشیا) کے رہنے والے تھے۔ بہت مخلص اور علم دوست تھے۔ آپ نے اپنے وطن میں مخالفینِ احمدیت سے متعدد مناظرے کئے۔ اور احمدیت کی تائید میں کئی کتب و رسائل تحریر کئے۔ احباب دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور مرحوم کی اہلیہ محترمہ اور بچوں اور دیگر عزیز واقارب کو صبرِ جمیل عطا فرمائے آمین۔

(۳)

مرحوم چوہدری عبد الرحمٰن صاحب

مکرم چوہدری عبد الرحمٰن صاحب مرحوم مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۷۲ء رات ½ ۱ بجے عارضہ قلب کے نتیجہ میں داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے اِنّا للّٰہ واِنّا الیہ راجعون۔

مرحوم چوہدری صاحب مکرم چوہدری غلام احمد صاحب ہیڈ ماسٹر نصرت گرلز سکول قادیان کے بڑے بیٹے تھے۔ اور خود بھی بڑے مخلص، سلسلہ کے فدائی اور انتھک کارکن تھے ۱۹۶۲ء میں مشرقی افریقہ سے ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے بعد انگلستان تشریف لائے۔ اور آتے ہی مشن کے کاموں میں بھرپور حصہ لینا شروع کر دیا۔ عیسائیت کے بارے میں آپ کی معلومات بہت وسیع تھیں۔ یوں لگتا تھا گویا بائیبل کا اکثر حصہ آپ کو یاد تھا۔ نصرت جہاں ریزرو فنڈ کا شعبہ بھی آپ کے سپرد کیا گیا تھا۔ آپ نے بہت محنت کے ساتھ وہ حسابات تیار کئے۔ مجلسِ عاملہ کے جنرل سیکرٹری تھے۔ فنانس کمیٹی میں آڈیٹر تھے۔

مرحوم کی خدماتِ دینیہ کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح بھی شرفِ قبولیت بخشا کہ آپ کی نمازِ جنازہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۱۳ اکتوبر کو بروز جمعہ ہزارہا احباب کی موجودگی میں پڑھائی۔ اور از راہِ شفقت یہ حکم صادر فرمایا کہ مرحوم کو ربوہ کے قطعہ شہداء میں دفن کیا جائے۔ نیز خطبہ جمعہ میں چوہدری صاحب مرحوم کی خدماتِ سلسلہ کا بطورِ خاص ذکر فرمایا۔

خدا تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ دے آمین۔

(۴)

ایک اور المناک اطلاع یہ ہے کہ مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب مبلغ انڈونیشیا کے جوان سال داماد مکرم عبد المالک خان صاحب ابن محترم محمد حسین خان صاحب رضی اللہ عنہ بقضائے الٰہی ۲۳ ستمبر ۱۹۷۲ء خانپور میں وفات پا گئے ہیں۔ اِنّا للّٰہ واِنّا الیہ راجعون۔

جنازہ ربوہ لائے جانے پر حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی زیرِ ہدایت مکرم قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۳۵ سال تھی۔ مرحوم مخلص، سلسلہ احمدیہ سے محبت رکھنے والے اور نیک فطرت نوجوان تھے اپنے پیچھے پانچ چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑے ہیں۔ تین لڑکیاں اور دو لڑکے۔ سب سے بڑے لڑکے کی عمر دس سال ہے۔ اور سب سے چھوٹی لڑکی صرف ۱۷ دن کی ہے۔

احبابِ جماعت سے مرحوم کی مغفرت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ خدا تعالیٰ پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے اور چھوٹے چھوٹے بچوں کا خود کفیل ہو۔ ہمارے مجاہد بھائی محترم حافظ صاحب کو اپنے داماد کی ناگہانی وفات کا جو صدمہ ہے اس پر ادارہ بدر دلی تعزیت کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ انہیں بھی صبرِ جمیل کی توفیق دے آمین۔

وصایا

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی شخص کو کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ اپنے اعتراض کی تفصیل سے دفتر ہذا کو تاریخِ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر اطلاع دیں۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

وصیت نمبر ۱۳۸۸۳۔ میں ذکیہ پروین زوجہ قریشی اختر حسین قوم احمدی۔ پیشہ خانہ داری۔ عمر ۱۸ سال۔ پیدائشی احمدی۔ ساکن خانپور ملکی۔ ڈاکخانہ غازی پور۔ ضلع مونگیر۔ (صوبہ بہار) بقائمی ہوش وحواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۷-۹-۷۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

اس وقت میرے پاس کوئی غیر منقولہ جائداد نہیں ہے۔ میری منقولہ جائداد حسب ذیل ہے:-

۱۔ طلائی کنگن	دو عدد	وزن ڈھائی تولہ	قیمت پانچ سو روپے	۵۰۰---
۲۔ طلائی ٹیکہ	ایک عدد	وزن ایک تولہ	قیمت دو سو روپے	۲۰۰---
۳۔ طلائی انگوٹھی	ایک عدد	وزن چھ ماشہ	قیمت ایک سو روپے	۱۰۰---
۴۔ طلائی ایرنگ	دو عدد	وزن نو ماشہ	قیمت ایک سو پچاس روپے	۱۵۰---
۵۔ نقرئی پازیب	دو عدد	وزن سولہ تولہ	قیمت ایک سو روپے	۱۰۰---
۶۔ حق مہر بذمہ خاوند		مبلغ پانچ ہزار روپے		۵۰۰۰---
میزان				۶۰۵۰---

میں اپنی کل جائداد جس کی قیمت -/۶۰۵۰ روپے ہوتے ہیں کے دسویں حصہ $\frac{1}{10}$ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ جو ۶۰۵ ہوتے ہیں۔ میری کوشش ہوگی کہ انہیں اپنی زندگی ہی میں ادا کردوں۔ اس کے علاوہ مجھے میرے شوہر کی طرف سے مبلغ پندرہ روپے جیب خرچ ملتے ہیں اس کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ زندگی میں کوئی جائداد پیدا کروں یا مرنے کے بعد کوئی جائداد نکلے تو اس کے بھی $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔

الامۃ ذکیہ پروین مورخہ ۷-۹-۷۲ نوٹ:- مبلغ پانچ سو روپے کی میں ذمہ داری لیتا ہوں۔ اور وعدہ کرتا ہوں کہ اسے جلد ادا کرنے کی کوشش کروں گا۔ اختر حسین ولد احمد حسین شوہر موصیہ ضلع مونگیر۔ بہار۔ (۱) گواہ شد مجید عالم صدر جماعت احمدیہ خانپور ملکی۔ ڈاکخانہ غازی پور۔ ضلع مونگیر۔ بہار۔ ۷-۹-۷۲ (۲) گواہ شد اختر حسین سیکرٹری تعلیم و تربیت جماعت احمدیہ خانپور ملکی۔ ڈاکخانہ غازی پور۔ ضلع مونگیر۔ بہار۔

وصیت نمبر ۱۳۸۸۴۔ میں صورت النساء زوجہ شیخ عبد الشکور قوم شیخ۔ پیشہ کاشتکار۔ عمر ۲۸ سال۔ تاریخ بیعت ۱۹۴۰ء ساکن کرڈاپلی۔ ڈاکخانہ ٹیگریا۔ ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۸-۹-۷۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

(۱) حق مہر -/۱۲۵۰ روپے۔ (۲) سونے کے زیورات ۳ تولہ ۷ چینا جس کی قیمت -/۸۰۴ روپے (۳) چاندی کے زیورات ۱۶ تولہ جس کی قیمت -/۹۶ روپے (۴) کھانے

کے برتن جن کی قیمت ۔/۱۵۰ روپے ہے۔ اپنی کل جائداد جس کی قیمت ۔/۲۲۰۰ روپے کی ہے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میری زندگی میں اگر مزید جائداد ہوگی تو اس کی بھی اطلاع صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہوں گی۔

الامۃ صورت النساء۔ نوانیانہ ضلع کٹک۔ گواہ شد محمد شمس الحق معلم مدرسہ احمدیہ پنکال (اڑیسہ) گواہ شد شیخ عبدالشکور احمدی کرڈاپلی نگڑیا۔ ضلع کٹک۔

وصیت نمبر ۱۳۸۸۵ ۔ مَیں سید نصیر احمد ولد مکرم عبید السلام قوم مسلم احمدی۔ پیشہ ملازمت عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن سونگھڑہ حال بھونیشور۔ ڈاک خانہ سونگھڑہ۔ ضلع کٹک (اڑیسہ) بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۴ر ستمبر ۱۹۷۲ء حسب ذیل کرتا ہوں:-

میری اس وقت کوئی منقولہ جائداد یا غیر منقولہ جائداد نہیں ہے۔ صرف ملازمت پر گزارہ ہے ماہوار تنخواہ ۔/۲۶۱ روپے ہے جس کی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور اپنی زندگی میں جو بھی جائداد پیدا کروں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی حقدار صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ اور اس کی اطلاع ہمیشہ انجمن کو دیتا رہوں گا۔ "ربّنا تقبّل منّا انّک انت السمیع العلیم"

العبد سید نصیر احمد حال مقیم بھونیشور (وصیت کنندہ) (۱) گواہ شد سید محمد موسیٰ مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ ۷۲-۹-۲۴ (۲) گواہ شد خاکسار جلال الدین انسپکٹر بیت المال ۷۲-۹-۲۴ (۳) گواہ شد سید عبد القیوم۔

قادیان میں جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ

بقیہ اداریہ صفحہ (۲)

اب جبکہ اس تنظیم کو جاری ہوئے پچاس سال پورے ہوتے ہیں خدا تعالیٰ نے حضور رضی اللہ عنہ کے اس عظیم کارنامہ کو جماعت کی خواتین کے لئے ہر جہت سے فضلوں اور برکتوں کا باعث بنایا اس لئے ذی وسعت خاندانوں کی خواتین کو چاہیئے کہ اس تقریب میں شامل ہو کر بذات خود ان تفصیلات کو سنیں اور اپنے خاندانوں کے لئے روحانی برکات کے خزانے جمع کریں۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے۔

جلسہ سالانہ کی عظمت واہمیت کے بارے میں مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ مخلصین کی نظر ہمیشہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حسب ذیل مبارک الفاظ پر رہنی چاہیئے جبکہ حضورؑ نے جلسہ سالانہ کے بارے میں آج سے اسی سال پہلے اپنے ایک اشتہار میں احباب جماعت کو اس مبارک جلسہ میں شرکت کی تحریک فرماتے ہوئے فرمایا کہ:-

"اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس کی بنیادی اینٹ خدا تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے۔ اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔" (اشتہار ۷ر دسمبر ۱۸۹۲ء)

پس مبارک ہے وہ احمدی جو اُن خوش نصیب قوموں کا خاص فرد بن کر عملی طور پر اس بابرکت اجتماع میں شامل ہونے کے لئے قادیان پہنچتا ہے۔ اور تائیدِ حق اور اعلائے کلمۂ اسلام میں اپنا حصہ ڈالتا ہے۔ وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْقُ ۞

اعلانِ نکاح

۲۹ر رمضان المبارک کو بعد نمازِ فجر درس الحدیث سے پہلے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے عزیزہ شہناز بیگم صاحبہ دختر مکرم مرزا محمد اطہر بیگ صاحب ساکن کامٹہ ضلع کوٹہ (راجستھان) کے نکاح کا محترم ڈاکٹر سید امجد حسین صاحب پسر مکرم سید زین العابدین صاحب ساکن مدراس شہر کے ساتھ بعوض چھ ہزار پانصد تینتالیس روپے اعلان فرمایا۔ خطبۂ نکاح میں بیان کیا کہ قرآن مجید اور حضرت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی نکاح وشادی کے بارے میں بیان کردہ ہدایت پر عمل کرنے پر بابرکت نتائج کا ذکر کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نکاح سے پہلے اور نکاح کے بعد بھی دعاؤں پر زور دیا ہے۔ محترم صاحبزادہ صاحب نے بتایا کہ یہ بچی ہماری عزیزہ ہے۔ ان کے دادا محترم مرزا محمد احسن بیگ صاحب رضی اللہ عنہ حضورؑ کے عزیز تھے اور حضورؑ نے ان کی دلداری اور تربیت کے مدنظر ان کے پاس حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ قادیانی کو بھجوایا تھا۔ جو حضورؑ کے وصال کے قریب تک وہاں مقیم رہے۔ آخر میں آپ نے احباب سمیت اس نکاح کے مبارک ہونے کیلئے دعا فرمائی۔ احباب سے بھی دعاؤں کی درخواست ہے۔ محترم مرزا صاحب نے اعانتِ بدر وغیرہ میں تیس ۳۰ روپے ادا کئے ہیں۔ (خاکسار ملک صلاح الدین مؤلف اصحاب احمدؑ)

بقایا دار احباب اور جماعتوں کی فوری توجہ کیلئے

وقفِ جدید کے موجودہ مالی سال کے دس ماہ ختم ہو چکے ہیں۔ جملہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کو تو ماہی بجٹ وصولی اور بقایا کی پوزیشن سے دفتر ہذا کی طرف سے اطلاع بھجوائی جا رہی ہے۔ وصولی اور بقایا کی پوزیشن کا جائزہ لینے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابھی متعدد جماعتیں ایسی ہیں جن کے ذمہ موجودہ دس ماہ کے علاوہ سابقہ بقایا بھی کافی ہے۔ عہدیدارانِ مال اور ایسے بقایا دار احباب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اپنے ذمہ بقایا جات کا جائزہ جلد لیں۔ اور اس بات کا تہیہ کر لیں کہ وہ نہ صرف موجودہ مالی سال کا چندہ باقاعدگی سے ادا کریں گے بلکہ گذشتہ بقایا کی طرف بھی سو فیصد عملی قدم اٹھا کر ذمہ داری کا ثبوت دیں گے تاکہ حساب صاف ہو سکے۔

عہدیدارانِ مال کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں کے بقایا دار دوستوں کو ان کے ذمہ واجب بقایا کے ادا کرنے کی طرف متوجہ کرنے کے لئے خاص کوشش اور جدوجہد کریں۔ تاکہ موجودہ مالی سال کے آخر تک تمام جماعتوں کے سو فیصدی چندہ کی وصولی ہو سکے۔

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام دوستوں اور جملہ عہدیداران کو اپنی ذمہ داری کے صحیح طور پر سمجھنے کی توفیق بخشے اور سب کا حافظ وناصر ہو۔ آمین ۞

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

منظوری انتخاب عہدیدار جماعت احمدیہ روڑکلہ

مکرم فضل الرحمان خان صاحب کی بطور سیکرٹری دعوۃ وتبلیغ جماعتِ احمدیہ روڑکلہ مورخہ ۷۴/۴/۳۰ تک کے لئے منظوری دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے اور زیادہ سے زیادہ خدمتِ سلسلہ کی توفیق عطا فرمائے۔ ان کا ایڈریس مندرجہ ذیل ہے:-

Fazalur Rahman Khan,
Secy. Dawat-o-Tabligh Anjuman Ahmadiyya, c/o Shrif Ahmad Khan,
H/145 sector-15 ROURKELA-3
(Orissa)

ناظر اعلیٰ قادیان

اعلان بابت کتب

ایک صاحب تفسیر کبیر کا مکمل سیٹ نیز تفسیر کبیر سورہ عم تا بلد، دیباچہ تفسیر القرآن (اردو)۔ حیاۃ نور الدین (مصنفہ مکرم شیخ عبدالقادر صاحبؓ)۔ حیاۃ طیبہ (مصنفہ موصوف) مرقاۃ الیقین اور تاریخ احمدیت جلد دہم خریدنا چاہتے ہیں۔ اگر کسی صاحب کے پاس کوئی کتاب قابلِ فروخت ہو تو وہ بذریعہ خط مہربانی کرکے قیمت سے مطلع فرمائیں تا جلسہ سالانہ پر لانے کے لئے اطلاع دی جا سکے ۞ (ایک صاحب۔ بذریعہ وکالتِ مال قادیان)

وصیت کے چندوں اور خط وکتابت کے تعلق میں!

سیکرٹریانِ مال اور عہدیدارانِ جماعت ہائے احمدیہ سے درخواست ہے کہ موصیان کا چندہ حصہ آمد وحصہ جائیداد بھجواتے ہوئے اور موصیان کے متعلق خط وکتابت کرتے وقت موصیان کا نمبر وصیت ضرور تحریر فرمایا کریں۔ تاکہ موصیان کے کھاتوں میں رقوم کا اندراج کرتے ہیں اور خط وکتابت کرتے وقت مسلیں دیکھنے میں سہولت رہا کرے۔ موصیان کو بھی خط وکتابت میں اپنا نمبر وصیت ضرور تحریر کرنا چاہیئے۔ کیونکہ بعض دفعہ ایک نام کے زیادہ موصی ہونے کی وجہ سے نمبر وصیت معین کرنے میں دقت پیش آتی ہے ۞

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

اعلانِ سالِ نو تحریک جدید

(بر قیہ)۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ میں تحریک جدید کے سالِ نو کا اعلان فرما دیا ہے۔

براہِ کرم احباب جلد از جلد اپنے وعدے ارسال کردہ فارموں پر بھجوائیں۔ تا بعدہٗ صیغہ ہذا یکسوئی سے وصولی کے لئے کوشاں ہو۔ اللہ تعالےٰ سب کو رضائے الٰہی کی اس راہ پر بھی چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

درویش فنڈ و نصرت جہاں ریزرو فنڈ

جن مخلصین نے "درویش فنڈ" اور "نصرت جہاں ریزرو فنڈ" میں وعدے کر رکھے ہیں اُن سے درخواست ہے کہ جلد ادائیگی کر کے ممنون فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ سب کے ساتھ ہو۔ آمین۔

مرمت مقاماتِ مقدسہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکانات جو مقدس اور تاریخی اہمیت کے حامل ہیں، مرور زمانہ کے باعث ان کی ضروری مرمت کا اہم مسئلہ اس وقت سامنے ہے۔

ہندوستان کی جماعتوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ فضل اور احسان ہے کہ انہیں احمدیت کے دائمی مقدس مرکز قادیان کی براہِ راست خدمت کے مواقع حاصل ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ جب چاہیں اس تخت گاہِ رسول کی زیارت سے مستفیض ہو سکتے ہیں۔ اور سہولت اور سعادت کا یہ تقاضا ہے کہ ہندوستان کے مستطیع احباب جماعت اللہ تعالیٰ کے اس احسان کے شکرانہ کے طور پر مرمت مقاماتِ مقدسہ کی اہم ضرورت کو پورا کریں۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

ولادتیں

(۱)۔۔۔ خاکسار کے بڑے بھائی مظفر اقبال صاحب جیمہ کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۴ ر اکتوبر ۷۲ء کو پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ نے ازراہِ شفقت "فخر احمد" نام تجویز فرمایا ہے۔ زچہ بچہ کی صحت وسلامتی اور نومولود کے خادمِ دین ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(خاکسار جاوید اقبال اختر نائب ایڈیٹر بدر)

(۲)۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے ۲۴ ر اکتوبر مطابق ۱۵ ر رمضان صبح سید غلام احمد صاحب بانی ایم ایس کی ابن سید عبد النذیر صاحب سابق پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کٹک کو ایک لڑکی کے بعد پہلا لڑکا عطا فرمایا ہے نومولود خاکسار کا نواسہ ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت وسلامتی کی لمبی عمر عطا فرمائے نیک صالح اور خادمِ دین بنائے اور اپنے خاندان کے لئے باعثِ برکت ثابت ہو۔ خاکسار نے اس موقع پر پانچ روپے اعانت بدر، پانچ روپے درویش فنڈ اور پانچ روپے بطور صدقہ ادا کئے ہیں۔

خاکسار سید کریم بخش امیر جماعت احمدیہ کلکتہ

(۳)۔۔۔ مکرم محمد عبد الباقی صاحب ایم اے بی ایل بی ایڈ۔ ایڈووکیٹ صدر جماعت احمدیہ برہ پورہ (بھاگلپور، بہار) کے ہاں ۲ ر نومبر ۷۲ء بروز جمعہ پہلی بچی تولد ہوئی ہے۔ احباب جماعت سے نومولودہ کے خادمہ دین، صالحہ، لمبی عمر پانے اور والدین کیلئے قرۃ العین بننے کے لیے درخواست دعا ہے۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ)

جلسہ سالانہ کے واپسی سفر کیلئے
ریلوے ریزرویشن

جو دوست جلسہ سالانہ قادیان سے فارغ ہونے کے بعد واپسی پر اپنی ریلوے سیٹیں یا برتھ ریزرو کروایا کرتے ہیں ان کی فوری اطلاع اور علم کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ریلوے کے جدید قواعد کے مطابق تھرڈ کلاس سلیپر کی ریزرویشن بھی سفر سے ایک ماہ قبل شروع ہو جاتی ہے۔ اس لئے جو دوست اس رعایت سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں انہیں ضروری ہے کہ مرکز کو جلد از جلد اپنے واپسی سفر سے اطلاع کریں۔ تا کہ اُن کی سیٹ ریزرو کرانے میں سہولت ہو۔ واضح ہو کہ ریزرویشن کے لئے نام۔ عمر۔ پورا یا نصف ٹکٹ۔ ٹرین کا نام نمبر اور روٹ لکھنا ضروری ہوتا ہے۔ اپنی اطلاع میں ان سب کوائف کو بھی ملحوظ رکھیں اور دفتر ہذا کو فوری اطلاع دیں۔

افسر جلسہ سالانہ قادیان

احباب کے فائدہ ایمان کی بات

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ۱۹۳۷ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر فرمایا کہ:۔

"مَیں اخبار کے فائدہ کے لئے نہیں بلکہ آپ لوگوں کے ایمانوں اور آپ کے ہمسایوں کے ایمانوں کے فائدہ کے لئے کہہ رہا ہوں کہ آپ لوگ اخبارات خریدیں"

(منیجر اخبار بدر قادیان)

مغربی افریقہ میں ۱۶ ہیلتھ سنٹرز، ۱۱ تعلیمی سنٹرز کا قیام ۔ بقیہ صفحہ اول

دوسرا سکول فومینہ میں مکرم کمال الدین صاحب کی قیادت میں ستمبر ۷۰ء میں کھلا۔ تیسرا سکول سلاگا میں ستمبر ۷۱ء میں مکرم محمد اشرف صاحب نے کھولا۔ چوتھا سکول موکوے میں بن رہا ہے۔ اور پانچواں اور چھٹا سکول ھانسن اور ایسا چر میں بن رہا ہے۔ یہ تینوں سکول ستمبر ۷۲ء میں شروع ہو رہے ہیں۔

کام کی وسعت کے تقاضا کے ماتحت جن دوستوں نے نصرت جہاں ریزرو فنڈ کے وعدے ابھی تک پورے نہیں کئے وہ جلد از جلد پورے کریں تا کام میں رکاوٹ محض اس وجہ سے پیدا نہ ہو۔

(سیکرٹری مجلس نصرت جہاں)

آزاد ٹریڈنگ کارپوریشن ۱/۵۸ فیرس لین کلکتہ ۱۲

کروم لیدر اور بہترین کوالٹی ہوائی چپل اور ہوائی شیٹ کیلئے ہم سے رابطہ قائم کریں

Azad TRADING CORPORATION
58/1 PHEARS LANE CALCUTTA -12.

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ٹرک یا کاروں

کے ہر قسم کے پرزہ جات آپ کو ہماری دکان سے مل سکتے ہیں۔ اگر آپ کو اپنے شہر یا کسی قریبی شہر سے کوئی پرزہ نہ مل سکے تو ہم سے طلب کریں۔

پتہ نوٹ فرمالیں

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱

Auto Traders 16 Mangoe Lane Calcutta -1

تار کا پتہ "AUTOCENTRE" } فون نمبرز { 23-1652 23-5222